وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

جلد: 75/شمارہ41/ 8/اکتوبر 2026ء، 26/ربیع الثانی 1448 ہجری قمری/4/اخاء 1405 ہجری شمسی (www.akhbarbadr.in)

ارشاد باری تعالیٰ

نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے

اُتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنَ الۡکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ ؕ وَلَذِکۡرُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تَصۡنَعُوۡنَ ﴿۴۶﴾

(العنکبوت:۴۶)

ترجمہ: تُو کتاب میں سے، جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے، پڑھ کر سنا اور نماز کو قائم کر۔ یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے۔ اور اللہ کا ذکر یقیناً سب (ذکروں) سے بڑا ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

ارشاد نبوی ﷺ

پانچوں نمازیں گناہوں کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہیں

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ، اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ، یَقُوۡلُ: ’’ اَرَاَیۡتُمۡ لَوۡ اَنَّ نَھَرًا بِبَابِ اَحَدِکُمۡ یَغۡتَسِلُ فِیۡہِ کُلَّ یَوۡمٍ خَمۡسًا مَا تَقُوۡلُ ذٰلِکَ یُبۡقِیۡ مِنۡ دَرَنِہٖ، قَالُوۡا: لَا یُبۡقِیۡ مِنۡ دَرَنِہٖ شَیۡئًا، قَالَ: فَذٰلِکَ مِثۡلُ الصَّلَوَاتِ الۡخَمۡسِ، یَمۡحُو اللّٰہُ بِہِ الۡخَطَایَا‘‘.

(صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ الخمس کفارۃ للخطایا)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بھلا بتلاؤ تو سہی کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر پانی کی نہر بہتی ہو اور وہ ہر روز پانچ بار اس میں نہائے تو کیا تم سمجھتے ہو کہ اس کا اس میں پانچ بار نہانا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رکھے گا؟ لوگوں نے کہا: نہیں ذرا بھی میل نہیں رکھے گا۔ آپؐ نے فرمایا: پس یہی پانچوں نمازوں کی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نماز اصل میں رب العزّت سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’نماز کیا چیز ہے۔ نماز اصل میں ربّ العزّۃ سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ عافیت اور خوشی کا سامان مل سکتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اس وقت اسے حقیقی سرور اور راحت ملے گی اس وقت سے اس کو نمازوں میں لذّت اور ذوق آنے لگے گا۔ جس طرح لذیذ غذاؤں کے کھانے سے مزا آتا ہے اسی طرح پھر گریہ وبکا کی لذّت آئے گی اور یہ حالت جو نماز کی ہے پیدا ہو جائے گی۔‘‘ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 321)

نیز فرمایا

’’نماز خدا تعالیٰ کی حضوری ہے اور خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے اور اُس سے اپنے گناہوں کے معاف کرانے کی مرغُوب صورت کا نام نماز ہے۔ اس کی نماز ہرگز نہیں ہوتی جو اس غرض اور مقصد کو مدّ نظر رکھ کر نماز نہیں پڑھتا۔ پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔ کھڑے ہو تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف بتا دے کہ تم خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دست بستہ کھڑے ہو اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے اور نمازوں میں اپنے دین اور دُنیا کے لئے دُعا کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 184)

تبرکات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

نماز پڑھو اور دعائیں مانگو تا کہ کامیابی حاصل ہو

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ العنکبوت کی آیت 46 کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ نماز یقیناً بری اور ناپسندیدہ باتوں سے لوگوں کو روکتی ہے۔ ان بری باتوں سے بھی جو انسان کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں اور ان سے بھی جو سوسائٹی پر گراں گزرتی ہیں۔ کیونکہ نماز باجماعت مسلمانوں میں پانچ وقت کی مقرر ہے۔ اگر نماز باجماعت ان میں قائم ہو جائے گی تو ان کا بہت سا وقت خدا تعالیٰ کی عبادت میں لگ جائے گا۔ اور نماز میں خرچ ہونے والا وقت ان کو بے حیائیوں اور بدکاریوں سے بچاتا رہے گا۔ اسی طرح نماز میں جب دعائیں ہوتی رہیں گی۔ اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی تو وہ دعائیں خدا تعالیٰ کا فضل کھینچ کر ان کی اپنی اصلاح کا بھی موجب ہوں گی۔ اور دوسروں کی اصلاح اور ترقی کا موجب بھی بن جائیں گی۔ اسی طرح نماز میں جو قرآن کریم کی آیات پڑھی جاتی ہیں اور تسبیح وتحمید کی کثرت ہوتی ہے اس کا دل پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ انسان گناہوں سے نفرت کرنے لگ جاتا ہے۔

غرض اُتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنَ الۡکِتٰبِ کے معاً بعد اَقِمِ الصَّلٰوۃَ اور اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ کا ذکر فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ بغیر دعاؤں کے پاکیزگی حاصل نہیں ہو سکتی۔ تلاوت قرآن سے تم دنیا کے خیالات بے شک تبدیل کر سکتے ہو۔ لیکن دنیا میں پاکیزگی بغیر فضلِ الٰہی کے نہیں ہو سکتی اور یہ فضل دعاؤں سے ہی حاصل ہو گا۔ پس نمازیں پڑھو اور دعائیں مانگو۔ تا کہ اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کے لئے تمہیں کھڑا کیا ہے اس میں تمہیں کامیابی حاصل ہو۔ (تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 412)

اخبار احمدیہ الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 2/اکتوبر 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جس کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

خلاصہ خطاب اجتماع لجنہ اماء اللہ یو کے 2026

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے سالانہ نیشنل اجتماع ۲۰۲۶ء کے موقع پر بصیرت افروز خطاب کا خلاصہ

ہماری بیعت یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے اندر ایسی روحانی و اخلاقی تبدیلی پیدا کریں کہ ہم میں ایک انقلاب پیدا ہو جائے

ایک احمدی عورت کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے اور کسی غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہیے کہ شرائط بیعت پر عمل کرنا صرف مردوں کی ذمہ داری ہے بلکہ عورتوں پر بھی اسی طرح یہ شرائط اطلاق پاتی ہیں

آپ کو بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہیے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ آپ ہمیشہ اپنی عزت کی حفاظت کریں۔ آپ میں شرم وحیا ہو اور آپ ان لوگوں میں شامل ہوں جو اللہ تعالیٰ کے حقیقی فرمانبردار ہیں۔ اسلام کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں اور جیسے جیسے عمر بڑھتی ہے ایسے وقت بھی آئیں گے جب آپ اپنے والدین کے ساتھ یا بڑوں کے ساتھ نہ ہوں یا احمدیوں کی صحبت میں نہ ہوں۔ ایسے مواقع پر یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے جو غیب کا علم رکھتا ہے۔ اس لیے اسلام کے شرم وحیا کے معیار آپ کے لباس سے نظر آئیں۔ اس میں وقار ہو۔ اندازِ بیان اور لوگوں سے بات کرنے میں ایک وقار ہو۔ آپ نے اس معاشرے کے مقابلے میں اپنے پردے کو ڈھال بنانا ہے

قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کریں تا کہ آپ کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

مَیں دعا کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ آج آپ کے اجتماع کی یہ حاضری حقیقی فائدے کا موجب ہوگی اور آپ کو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے اور ایمان میں پختہ کرنے کا ذریعہ ثابت ہوگی۔

حضور انور نے فرمایا کہ

مَیں آج آپ کی ان ذمہ داریوں اور خصوصیات کا ذکر کروں گا جو ایک حقیقی مومنہ میں ہونی چاہئیں۔

اسلام کا ایک بنیادی اصول ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا خود جواب دہ ہے۔ اگر ایک شخص تقویٰ کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے تو اسے اس کی جزا ملے گی اور اگر کوئی شخص اپنی حدود سے تجاوز کر کے گناہ کی طرف مائل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور سزا کا مورد ہوگا۔

ہم سب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہوئی ہے اور ہم نے قرآن کریم کے تمام احکامات کی پیروی کا عہد کیا ہوا ہے۔ عہد کے ضمن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاَوۡفُوۡا بِالۡعَہۡدِ ۚ اِنَّ الۡعَہۡدَ کَانَ مَسۡـُٔوۡلًا۔ یعنی اپنے عہد کو پورا کرو کیونکہ تم سے تمہارے عہد کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح طور پر بیان فرما دیا ہے کہ ہر شخص اپنے عَہدوں کا جوابدہ ہوگا کہ کیا ہم بیعت کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ پس ہمیں فکر ہونی چاہیے کہ کیا ہم اپنے عہد بیعت کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہیں؟ مَیں نے اس موضوع پر جلسہ سالانہ برطانیہ اور جرمنی کے موقع پر بڑی تفصیل سے بات کی تھی اور بیعت کے تقاضوں کے متعلق بڑی وضاحت سے بیان کیا تھا۔

ایک احمدی عورت کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے اور کسی غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہیے کہ شرائط بیعت پر عمل کرنا صرف مردوں کی ذمہ داری ہے بلکہ عورتوں پر بھی اسی طرح یہ شرائط اطلاق پاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہونے کے بعد ہمارا فرض ہے کہ اپنے اندر ہر نیکی اور اچھائی پیدا کریں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا مقصد ہو۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہی آج کا بڑا لمحۂ فکر یہ ہے کہ دنیا خدا سے دور جا رہی ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے حضور ہی حاضر ہونا ہے اور یہ یقین ہمارے دین کا اہم اصول ہے کہ جب ہم اللہ تعالی کے روبرو حاضر ہوں گے تو ہم سے ہماری ذمہ داریوں کے حوالے سے محاسبہ ہوگا۔ یہ نہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہو جائے گا کہ ہم زبانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لے آئے ہیں۔ اگر ہم قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات پر عمل نہیں کریں گے تو ہم اپنے مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے۔

ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہیے کہ کس طرح ہمارے بڑوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی بیعت کی اور اپنے قول و فعل کو ایک جیسا کر لیا۔ ان کا ہر عمل قابل تحسین ہے کیونکہ ان کا ہر عمل تقویٰ پر مبنی تھا۔ وہ دین جو عمل سے عاری ہے وہ دین نہیں اور وہ انسان کی نجات کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔ اس لیے

ہماری بیعت یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے اندر ایسی روحانی و اخلاقی تبدیلی پیدا کریں کہ ہم میں ایک انقلاب پیدا ہو جائے۔

آج کے اس دَور میں ایسی چکا چوند ہے کہ جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے دور لے جاتی ہے اور انسان کو برائی کا مرتکب کرواتی ہے۔ اس لیے صراط مستقیم پر قائم رہنے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا اس دَور کا ایک بڑا چیلنج ہے۔ اپنی ذاتی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی اصلاح اور تربیت کی ذمہ داری ہم پر ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔

ہر شخص اپنے عمل کا خود جواب دِہ ہے۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی۔ یعنی کوئی جان کسی جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ حضور انور نے فرمایا کہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سولی پر چڑھ کر دوسروں کا کفارہ بن گئے۔ اسلام اس عقیدے کی کھل کر تردید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے اور جو نیکی و تقویٰ پر قائم ہے اسے انعامات ملیں گے اور جو ظلم و زیادتی کرتا ہے اس کو اس کی سزا ملے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ آخرت میں سب کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ کوئی خاوند، بیوی، بچے، بہن بھائی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائیں گے۔ آپ کی اچھائیاں اور نیکیاں ہی آپ کے ساتھ ہوں گی اور یہی نجات کا ذریعہ ہوں گے۔ اس لیے اس دنیا کی آلودہ کرنے والی چیزوں سے اپنے آپ کو بچا کے رکھیں اور یاد رکھیں کہ جو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے اس پر ہی عمل کرنا احمدی کا فرض ہے۔

ایک احمدی کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرے۔ روزانہ پنج وقتہ نمازیں خلوص، تواضع اور توجہ سے ادا کرے۔

حضور انور نے فرمایا کہ نماز ہمارے تزکیہ کا بہترین ذریعہ ہے اور ہر اس چیز سے بچانے کا ذریعہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند یا ناپسند فرماتا ہے یا روکتا ہے۔ یہ نماز اس دنیا میں بھی ہماری پناہ ہے اور اُخروی زندگی میں بھی ہماری نجات کا ذریعہ ہے۔

کیا ایک مومن کا پیمانہ یہ ہے کہ کوئی اسے دیکھ نہیں رہا۔

اصل چیلنج تو یہ ہے کہ اپنے ایمان پر اس وقت بھی قائم رہیں جب آپ کو کوئی دیکھ نہ رہا ہو۔

اللہ تعالیٰ ہی ہمیں دیکھتا ہے۔ خواہ اکیلے ہیں یا یہ کس کے سامنے ہیں ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف اور تقویٰ کو اپنے دلوں میں قائم رکھیں۔ اور یاد رکھیں کہ

اللہ تعالیٰ کا خوف اس کی محبت کی وجہ سے ہو اور ان احسانات و فضل کی وجہ سے ہو جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر کیے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک احسان ہماری اولاد بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک ماں سے چاہتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرے۔ ان سے محبت کرے، ان کی دیکھ بھال کرے، ان کی جسمانی اور نفسیاتی ضروریات کو سمجھتے ہوئے ان کی دیکھ بھال کرے۔

ایک ماں کو چاہیے کہ بچوں میں بہترین اعلیٰ اخلاقی اقدار قائم کرے اور بچوں کو یہ محسوس ہو کہ میرا گھر میرے لیے پناہ گاہ ہے اور میں یہاں ہر وقت محفوظ رہ سکتا ہوں اور اس میں احساس کمتری نہ پیدا ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت اپنے گھر کی نگران ہے۔ اس کی حفاظت کرنے والی ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض عورتیں اپنے بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتیں اور بچے محسوس کرتے ہیں کہ ان کا خیال نہیں رکھا جا رہا اس لیے وہ گھر سے باہر دوستیاں کرتے ہیں اور آن لائن جا کر آہستہ آہستہ بری صحبت ملتی ہے جو ان کے اعمال اور اخلاق پر اثر ڈالتے ہیں۔ اس لیے

ایک عورت کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بڑا فرض اس پر رکھا ہے اور وہ بچوں کی روحانی و اخلاقی تربیت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ بڑی عمر کی بچیاں جو یہاں موجود ہیں اور جلد شادی کی عمر کو پہنچیں گی ان سے مَیں کہتا ہوں کہ آپ کو بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہیے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ آپ ہمیشہ اپنی عزت کی حفاظت کریں۔ آپ میں شرم وحیا ہو اور آپ ان لوگوں میں شامل ہوں جو اللہ تعالیٰ کے حقیقی فرمانبردار ہیں۔ اسلام کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں اور جیسے جیسے عمر بڑھتی ہے ایسے وقت بھی آئیں گے جب آپ اپنے والدین کے ساتھ یا بڑوں کے ساتھ نہ ہوں یا احمدیوں کی صحبت میں نہ ہوں۔ ایسے مواقع پر یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے جو غیب کا علم رکھتا ہے۔ اس لیے اسلام کے شرم وحیا کے معیار آپ کے لباس سے نظر آئیں۔ اس میں وقار ہو۔ اندازِ بیان اور لوگوں سے بات کرنے میں ایک وقار ہو۔ آپ نے اس معاشرے کے مقابلے میں اپنے پردے کو ڈھال بنانا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے عہدوں کو یاد دلاتا ہے اور اس بات کو ہر احمدی اور مومنہ کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہوئی ہے اور ہم نے تقویٰ کو اختیار کرنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ اس لیے جب ہم عہد کرتے ہیں تو اس کو پورا کرنے کی بھی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

(باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں)

اختتامی خطاب جلسہ سالانہ یوکے 2026ء (حصہ دوم)

اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تو وعدہ ہے کہ وہ آپؑ کو فتوحات دے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور دے گا۔ لیکن اگر ہم نے اس کا حصہ بننا ہے تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرنے والے بنیں اور اس پر عمل کرنے والے بنیں اور اپنی عبادتوں کی بھی حفاظت کرنے والے ہوں اور اپنی ظاہری حالت کو بھی اسی طرح ڈھالنے والے ہوں کہ اس سے ہلکا سا بھی شرک کا شائبہ تک نظر نہ آئے

آپؑ نے ہمیں فرمایا کہ میری بیعت میں اگر داخل ہوئے ہو تو ہر قسم کے فسادوں سے بچو اور جھوٹ سے بچو

ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ خدا ہمیں کیا کہتا ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر ہمارا ایمان بھی مکمل نہیں۔ پھر ہمارا یہ دعویٰ غلط ہے کہ ہم ایمان لے آئے اور ہم نے اپنی اصلاح کی خاطر بیعت کی۔ ہم نے اپنی اصلاح کی خاطر بیعت نہیں کی۔ اگر ہم اصلاح کی طرف قدم نہیں بڑھا رہے تو ہم نے شاید کسی اَور مقصد کے لیے بیعت کی

ایک احمدی کے لیے ہر قسم کے فتنہ و فساد سے بچنا اور جھوٹ سے بچنا ضروری ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت اس لیے کی ہے کہ ہم اپنی بھی اصلاح کریں اور دنیا کی بھی اصلاح کریں اور ایک پاک جماعت کا قیام کرنے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاون اور مددگار ثابت ہوں

آج کل جو دنیا کے حالات ہیں وہ تو کھل کر یہ بتا رہے ہیں کہ ہر معاملے میں صرف اور صرف جھوٹ ہی بنیاد ہے اور جو سچ بولنے والا ہے جو حقیقت بیان کرنے والا ہے اس کو سزا دی جاتی ہے۔ تمام ملک اکٹھے ہو کے اس کے خلاف بیان دے دیتے ہیں۔ اس کے خلاف مقدمے کھڑے کر دیے جاتے ہیں۔ اس کے خلاف شور مچایا جاتا ہے۔ تو جب ایسے حالات دنیا میں پیدا ہو جائیں تو آپ دیکھ لیں کہ اس وقت احمدیوں کی کتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ جھوٹ کے خلاف ایک جہاد کریں اور اس لیے جہاد کریں کہ ہم نے توحید کو قائم کرنا ہے۔ شرک کو دنیا سے مٹانا ہے

یاد رکھو! جو شخص آزادی سے نامحرم عورتوں کو دیکھتا رہے گا آخر ایک دن بدنیتی سے بھی دیکھے گا کیونکہ نفس کے جذبات ہر ایک طبیعت کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اور تجربہ بلند آواز سے بلکہ چیخیں مار کر ہمیں بتلا رہا ہے کہ بیگانہ عورتوں کو دیکھنے سے ہرگز انجام بخیر نہیں ہوتا (حضرت مسیح موعودؑ)

درود شریف کی طرف بھی بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے اور جب ہم یہ کریں گے تب ہی ہم اپنا حق بیعت بھی ادا کرنے والے ہوں گے

توبہ اور استغفار کی طرف بھی بہت توجہ کی ضرورت ہے

بہت سارے لوگ اپنے مسائل کے حل کے لیے پوچھتے ہیں تو مَیں ان کو یہی جواب دیتا ہوں کہ استغفار کی طرف بہت زیادہ توجہ دو

ہمیں اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنی پڑے گی۔ مرد کوشش کریں کہ پانچ وقت نمازوں کی نماز سینٹر یا مسجد میں جا کر ادائیگی کو رواج دیں تا کہ ہماری مسجدیں آباد ہوں۔ ہماری نسلوں کو عبادتوں کا ایک شعور حاصل ہو۔ ان میں ایک شوق اور جذبہ پیدا ہو اور انہیں یہ پتہ لگے کہ نمازیں کیوں ضروری ہیں لیکن نمازیں ایسی ہونی چاہئیں جن کا حق ادا کیا جائے

میری یہی نصیحت ہے کہ دلوں کو صاف کرو اور تمام بنی انسان کی ہمدردی اختیار کرو (حضرت مسیح موعودؑ)

اگر ہم اپنے اندر پاک تبدیلی کرتے ہوئے، بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے ان شرائط بیعت پر مکمل عمل کریں تو نہ صرف ہم اپنے اندر ایک پاک معاشرہ پیدا کرنے والے ہوں گے بلکہ اسلام کے حقیقی پیغام کو دنیا میں پھیلانے والے بن کر مسلمانوں اور غیر مسلموں، اسلام مخالف لوگوں بلکہ دہریوں میں بھی ایک ایسی تعلیم کے پھیلانے والے ہوں گے جو ایک دن انہیں بہرحال یہ سوچنے پر مجبور کرے گی کہ احمدی ہی وہ لوگ ہیں جو دنیا میں خدائے واحد کی حکومت قائم کرنے کے ساتھ اعلیٰ اخلاقی قدروں کو بھی قائم کرنا چاہتے ہیں تا کہ دنیا دار الفساد نہ بنے بلکہ امن اور سلامتی کی آماجگاہ بن جائے

آج کل دجالی طاقتیں اپنے پورے زور پر اس بات کو پھیلانے کی کوشش کر رہی ہیں کہ دنیا سے خدا تعالیٰ کے نام کو مٹایا جائے۔

دنیا میں فساد پیدا کیا جائے۔ ایسے میں ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ حق بیعت ادا کرتے ہوئے، ان دجالی قوتوں کے خلاف جہاد کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ سے فضل مانگتے ہوئے، ان کی چالوں کو ناکام و نامراد کرتے ہوئے اپنی بھرپور کوشش کریں

دعاؤں میں ساری دنیا کے امن و سلامتی کی دعائیں کریں۔ اور مسلمانوں کی بقا اور سلامتی کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہر احمدی دنیا میں خدائے واحد کی حکومت قائم کرنے اور دنیا میں امن و سلامتی پھیلانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے والا بن جائے

امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُرمعارف ارشادات کی روشنی میں شرائط بیعت اور احمدیوں کی ذمہ داریوں کا بیان

امیر المومنین سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ 2026ء کے اختتامی اجلاس سے بصیرت افروز خطاب، (حصہ دوم)

(فرمودہ 26/ جولائی 2026ء بروز اتوار بمقام حدیقۃ المہدی (جلسہ گاہ) آلٹن ہمپشئر۔ یوکے)

(خطاب ہذا کا یہ متن ادارہ بدر، ادارہ الفضل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

پھر آپؑ نے ہمیں فرمایا کہ

میری بیعت میں اگر داخل ہوئے ہو تو ہر قسم کے فسادوں سے بچو اور جھوٹ سے بچو۔

جھوٹ بھی ایک بہت بڑا جرم ہے۔ اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر کیا ہے اور کئی جگہ یہ واقعہ بھی بیان ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جھوٹ سے نہیں بچ سکتے لیکن میرے پر ڈاکخانے کا جو مقدمہ ہوا اور ڈاک کے افسر نے میرے خلاف مقدمہ کر دیا لیکن جج کے سامنے میں نے سچ بولا اور مَیں نے کہا کہ ہاں! یہ میں نے کام کیا تھا۔ لیکن محکمے کو نقصان پہنچانے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ مجھے اس کا علم نہیں تھا اس لیے مَیں نے یہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے سچ کی وجہ سے مجھے باعزّت بری کروا دیا۔ اور کئی ایسے اَور مواقع پیش آئے جہاں مَیں لوگوں کے شر سے سچائی کی وجہ سے بچا رہا۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 8 صفحہ 183-181، ایڈیشن 2022ء)

آج کل دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ صرف جھوٹ کی حکمرانی نظر آتی ہے۔ بین الاقوامی سیاست میں دیکھ لیں۔ ملکی سیاست میں دیکھ لیں۔ لوگوں کے آپس کے معاشرتی تعلقات میں دیکھ لیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ جھوٹ کا سہارا نہ

لیا تو کام نہیں ہو گا۔ جج ہیں، وکیل ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹے فیصلے کرتے ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی شخص سو فیصد سچ بولتا ہو اور اگر سچ بولے تو وہ سمجھتے ہیں کہ اس نے بھی ضرور جھوٹ بولا ہو گا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس میں جھوٹ شامل نہ ہو۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس کے بارے میں بھی ایک جگہ بہت خوبصورت طور پر اس بات کو پیش کیا کہ ایسی صورتحال میں جب جھوٹ کا رواج زیادہ ہو جائے تو پھر جو سچ بولنے والا ہے وہ گھبرا جاتا ہے کہ لوگ مجھے جھوٹا سمجھیں گے تو وہ خود بھی جھوٹ بولنے لگ جاتا ہے۔ لیکن مومن کو یہ دیکھنا چاہیے کہ حقیقت کیا ہے۔ سچ کیا ہے۔ اسے یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ گرد و پیش کے لوگ کیا کہتے ہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 35 صفحہ 186)

ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ خدا ہمیں کیا کہتا ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر ہمارا ایمان بھی مکمل نہیں۔ پھر ہمارا یہ دعویٰ غلط ہے کہ ہم ایمان لے آئے اور ہم نے اپنی اصلاح کی خاطر بیعت کی۔ ہم نے اپنی اصلاح کی خاطر بیعت نہیں کی۔ اگر ہم اصلاح کی طرف قدم نہیں بڑھا رہے تو ہم نے شاید کسی اَور مقصد کے لیے بیعت کی۔

پس

ایک احمدی کے لیے ہر قسم کے فتنہ و فساد سے بچنا اور جھوٹ سے بچنا ضروری ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت اس لیے کی ہے کہ ہم اپنی بھی اصلاح کریں اور دنیا کی بھی اصلاح کریں اور ایک پاک جماعت کا قیام کرنے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاون اور مددگار ثابت ہوں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اَور جگہ ایک بڑی خوبصورت بات لکھی ہے۔ پہلے تو ایک دو فقرے مَیں نے ایک جگہ بتائے تھے۔ آپؓ نے خطبے میں بڑی تفصیل سے بیان کیا کہ خدا کی بادشاہت تو اسی صورت میں قائم ہو سکتی ہے جب سچی گواہی دیتے وقت انسان نہ اپنے باپ سے ڈرے، نہ اپنے بیٹے سے ڈرے، نہ ماں سے ڈرے، نہ بیوی سے ڈرے، نہ بھائی سے ڈرے، نہ دوست سے ڈرے اور نہ کسی اَور رشتہ دار سے ڈرے۔ اگر ایک باپ جھوٹ بولتا ہے، جرم کرتا ہے تو اس لیے کہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ میرا بیٹا میری تائید کرے گا یا میری بیوی میری تائید کرے گی۔ لیکن اگر عدالت میں پیش ہو اور بیٹا کہے کہ نہیں! میرا باپ غلط کہتا ہے اور اصل بات یہ ہے تو وہ کبھی جھوٹ نہیں بولے گا۔ نہ خاوند جھوٹ بولے گا۔ نہ بیٹا جھوٹ بولے گا۔ نہ بیوی جھوٹ بولے گی۔ نہ کوئی اَور رشتہ دار جھوٹ بولے گا۔ نہ بھائی جھوٹ بولے گا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 35 صفحہ 187 تا 189)

اور جب یہ صورتحال ہو گی تو تبھی ایک ایسا معاشرہ قائم ہو گا جو سچائی پر مبنی معاشرہ ہو گا جو صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے والا معاشرہ ہو گا اور ہمارے اندر وہ معاشرہ ہو گا جس کے قائم کرنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تھے اور جس کی خاطر ہم نے بیعت کی ہے۔

آج کل بہت سے معاملات ایسے آتے ہیں جہاں مقدمے جیتنے کے لیے جھوٹ پہ بنیاد کی جاتی ہے تو اس چیز کو ہمیں بہرحال چھوڑنا پڑے گا کیونکہ جھوٹ بھی شرک کی طرف لے کے جاتا ہے۔ شرک سے بچنے کے لیے جھوٹ سے بچنا بہت ضروری ہے اور سچائی کو قائم کرنا ضروری ہے۔ جب ہر ایک کو یہ پتہ لگ جائے کہ میرا جھوٹ مجھے کوئی فائدہ نہیں دے گا تو وہ جھوٹ نہیں بولے گا اور یوں پھر سچائی کی حکومت دنیا میں قائم ہو گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی کئی جگہ بیان کیا ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم جھوٹ بولیں گے تو ہم بچ جائیں گے۔ (ماخوذ از احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 479)

لیکن اگر یہ پتہ ہو کہ ہم جھوٹ بولنے سے بچیں گے نہیں بلکہ سزا ملے گی کیونکہ میری تائید کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔ میرے عزیزوں اور رشتہ داروں میں سے کوئی نہیں ہو گا تو پھر وہ یقیناً سچ بولے گا۔

انبیاء نے ہمیشہ اس بات پر خاص زور دیا ہے کہ اپنے اندر اخلاقی اچھائیاں پیدا کرو کیونکہ سچائی بھی اخلاقی اقدار کا ایک بہت بڑا حصہ ہے۔ اسی لیے یہ پیدا کرنا بھی ہمارے لیے بہت ضروری ہے اور خاص طور پر اس زمانے میں جبکہ ہر طرف جھوٹ ہی جھوٹ رائج ہے۔ اور آج کل تو ہم دیکھتے ہیں جو پہلے بھی میں نے کہا کہ سیاسی اور قومی مفاد کی خاطر جھوٹ کو جھوٹ سمجھا ہی نہیں جاتا بلکہ اسے ایک نہایت ضروری چیز قرار دیا جاتا ہے حالانکہ اگر دیکھا جائے تو جھوٹ فطرت کے خلاف ہے۔ اب آج دنیا میں دیکھ لیں، کوئی بھی سیاستدان دیکھ لیں یا دنیاوی لیڈر دیکھ لیں وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ سو فیصد سچ پر اپنی بات کی بنیاد رکھتا ہے۔

آج کل جو دنیا کے حالات ہیں وہ تو کھل کر یہ بتا رہے ہیں کہ ہر معاملے میں صرف اور صرف جھوٹ ہی بنیاد ہے اور جو سچ بولنے والا ہے جو حقیقت بیان کرنے والا ہے اس کو سزا دی جاتی ہے۔ تمام ملک اکٹھے ہو کے اس کے خلاف بیان دے دیتے ہیں۔ اس کے خلاف مقدمے کھڑے کر دیے جاتے ہیں۔ اس کے خلاف شور مچایا جاتا ہے۔ تو جب ایسے حالات دنیا میں پیدا ہو جائیں تو آپ دیکھ لیں کہ اس وقت احمدیوں کی کتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ جھوٹ کے خلاف ایک جہاد کریں اور اس لیے جہاد کریں کہ ہم نے توحید کو قائم کرنا ہے۔ شرک کو دنیا سے مٹانا ہے۔

جھوٹ اس لیے بولا جاتا ہے کیونکہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان نہیں ہوتا اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری بقاء جھوٹ ہے اور جھوٹ کو اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر لے کر آتے ہیں اور اسی طرح شرک کرنے والے ہوتے ہیں۔ پس

آج اگر دنیا میں ہم نے انقلاب لانا ہے اور اپنی بیعت کا حق ادا کرنا ہے تو ہمیں جھوٹ کے خلاف جیسا کہ میں نے کہا ایک جہاد کرنا ہو گا۔

اسی طرح ایک برائی یہ بھی ہے جو آپؑ نے بیان کی کہ میری بیعت کی ہے تو

کسی کو غلط نظر سے نہ دیکھو۔ بدنظری نہ کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ قرآن کریم عیسائیوں کی تعلیم کی طرح یہ نہیں کہتا کہ بدنظر سے عورت کو نہ دیکھو بلکہ قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ نہ تو شہوت کی نظر سے اور نہ بغیر شہوت کے بیگانہ عورت کے منہ پر نظر ڈال اور ان کی ایسی باتیں جو نرم مزاجی کی باتیں ہیں جو خیالات کو غلط طرف لے جانے والی باتیں ہیں ایسی باتیں نہ سنو۔ ان کے حسن کے قصّے مت سنو کیونکہ اگر پرہیز کرو گے تبھی تم ٹھوکر سے بچ سکو گے۔

اب آج کل کے معاشرے میں یہی برائیاں ہیں جس کی وجہ سے بہت سارے لوگ برائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ گھر بھی ٹوٹتے ہیں اس لیے کہ یہ برائی انسان میں پیدا ہو گئی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَیَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ۔ (النور: 31) یعنی مومنوں کو کہہ دے کہ نامحرم کو دیکھنے سے اپنی آنکھوں کو بند رکھیں اور اپنے کانوں اور ستر گاہوں کی حفاظت کریں یعنی کان کو بھی ان کی نرم باتوں اور ان کی خوبصورتی کے قصّوں سے بچاویں کہ یہ سب طریق ٹھوکر کھانے کے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ کوئی حیا نہیں رہی اور بے شرمی کی انتہا ہو چکی ہے۔ اس لیے بہت ساری برائیاں نام نہاد ترقی یافتہ ممالک میں رائج ہو چکی ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ

یاد رکھو! جو شخص آزادی سے نامحرم عورتوں کو دیکھتا رہے گا آخر ایک دن بدنیتی سے بھی دیکھے گا کیونکہ نفس کے جذبات ہر ایک طبیعت کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اور تجربہ بلند آواز سے بلکہ چیخیں مار کر ہمیں بتلا رہا ہے کہ بیگانہ عورتوں کو دیکھنے سے ہرگز انجام بخیر نہیں ہوتا۔

آپؑ نے فرمایا کہ

بدکاری کا ایسا دریا بہ رہا ہے نہ تو کانوں کو بچا سکتے ہیں، نہ آنکھوں کو، نہ ہاتھ کو، نہ منہ کو۔

(ماخوذ از مکتوبات احمد جلد 1 صفحہ 205-204)

اور اس زمانے میں ہم یہی دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے، سوشل میڈیا ہے، پرنٹ میڈیا ہے، اخبارات ہیں، ہر جگہ یہ چیز عام ہو گئی ہے کہ جب تک بدکاری کا اظہار نہ کیا جائے اور اسے سامنے نہ لایا جائے بلکہ سمجھتے ہیں کہ نہ ہمارے پرنٹ میڈیا کو پذیرائی ملے گی، نہ ہمارے اخبار بکیں گے، نہ سوشل میڈیا پر ہماری مشہوری ہو گی اور نہ ہم لوگوں کی توجہ اپنی طرف کھینچ سکتے ہیں کہ جب تک ہم عورتوں کی غلط قسم کی تصویریں شائع نہ کریں لیکن احمدی کی سوچ مختلف ہونی چاہیے۔ اس لیے

یہ ساری برائیاں جو پیدا ہو رہی ہیں ان سے ہم نے بچنا ہے اور نہ صرف بچنا ہے بلکہ ان کے خلاف جہاد کرنا ہے۔

آج کل اتنی برائیاں پیدا ہو چکی ہیں کہ اب تو یہاں کی بعض ترقی یافتہ عورتوں میں بھی یہ شعور پیدا ہونے لگ گیا ہے اور وہ شور مچانے لگ گئی ہیں کہ ہماری عزّت کے لیے کوئی قانون بننا چاہیے اور عورتوں کے خلاف جو زیادتیاں ہوتی ہیں ان کے خلاف قانون بننا چاہیے۔ یہ چیزیں اس لیے ہیں کہ آزادی کے نام پر ہم بے حیائی میں چلے گئے ہیں اور جب تک یہ چیزیں ہوں گی اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا نہیں ہو سکتی۔ پس ان حالات میں ایک احمدی کو تو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اور بہت احساس کرتے ہوئے اپنی اصلاح کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔

بہرحال مضمون بھی لمبا ہو رہا ہے اس لیے مَیں مختصراً چند باتیں اَور بھی کر دیتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

پاک دامن رہنے کے لیے پانچ باتیں ہیں۔

پانچ علاج ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام میں بتلائے ہیں۔ نمبر ایک

اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچاؤ۔

نمبر دو

کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچاؤ۔

نرم قسم کی غلط قسم کی نرم آوازیں سننے سے بچاؤ۔ نمبر تین

نامحرموں کے قصّے نہ سنو۔

ایسے قصّے جو تمہارے جذبات کو ابھارنے والے ہوں۔ اور نمبر چار

ایسی تمام تقریبیں اور ایسے مواقع جہاں بدفعل کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے ان سے اپنے آپ کو بچاؤ

اور پانچویں بات جوانوں کے لیے یہ ہے۔ نوجوانوں کو یہ بات چاہیے کہ

اگر نکاح اور شادی میں کوئی دقّت ہے تو پھر روزہ رکھیں تا کہ غلط جذبات کو غلط جگہ استعمال نہ کر سکیں۔

بعض دفعہ یہ بیماری بھی آجاتی ہے کہ شادیاں بھی ہوجاتی ہیں لیکن پھر بھی غلط قسم کی سوسائٹی میں پڑ کر بعض نوجوان غلط کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ گھروں میں بیویوں سے پوچھنے کی بجائے اِدھر اُدھر پھر رہے ہوتے ہیں۔ دوستیاں لگا رہے ہوتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے اور یہ کسی احمدی کا شیوہ نہیں ہے۔ آج اگر یہ چیزیں ہم میں پیدا ہوجائیں تو یہ جو اصلاح کے طریقے آپؑ نے بتائے ہیں ان سے ہم سب بد عادتوں سے بچ سکیں گے جو اخلاقی طور پر ہمیں گراوٹ اور تباہی کے کنویں کی طرف لے جا رہی ہوتی ہیں۔

اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ

ہم بڑے دعوے کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ اعلیٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہے صرف اسلام سے ہی خاص ہے۔

اور اس جگہ ایک نقطہ یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ انسان کی وہ طبعی حالت جو شہوات کا منبع ہے جس سے انسان بغیر کسی کامل تغیر کے الگ نہیں ہوسکتا یہی ہے کہ اس کے جذباتِ شہوات محل اور موقع پا کر جوش مارنے سے رہ نہیں سکتے یا یوں کہو کہ سخت خطرے میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی کہ ہم نامحرم عورتوں کو بلا تکلّف دیکھ تو لیا کریں اور ان کی تمام تر زینتوں پر نظر ڈالیں اور ان کے تمام انداز ناچنا وغیرہ مشاہدہ کرلیں لیکن پاک نظر سے دیکھیں۔ اور نہ یہ تعلیم ہمیں دی ہے کہ ہم ان بیگانہ جوان عورتوں کا گانا بجانا سن لیں اور ان کے حسن کے قصّے بھی سنا کریں لیکن پاک خیال سے۔ بلکہ ہمیں تاکید ہے کہ ہم نامحرم عورتوں کو اور ان کی زینت کی جگہ کو ہرگز نہ دیکھیں۔ نہ پاک نظر سے اور نہ ناپاک نظر سے اور ان کی خوش الحانی کی آوازیں اور ان کے حسن کے قصّے نہ سنیں۔ نہ پاک خیال سے اور نہ ناپاک خیال سے تاکہ ٹھوکر نہ کھائیں۔

یہاں اعتراض کرنے والے نام نہاد لوگ جو عورتوں کے حق میں یہ آواز اٹھاتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم نے عورتوں کو بند کر کے رکھ دیا ہے اور اسی وجہ سے کہہ دیا کہ عورتیں اپنے آپ کو بند کریں۔ یہاں تو مردوں کو حکم ہے کہ اس طرف عورتوں پر پابندیاں لگا دی ہیں کہ جب انہوں نے دکھانا نہیں تو تم نے باہر بھی نہیں نکلنا۔ اس کے جواب میں آپؑ فرماتے ہیں کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اسلامی پردہ عورتوں پر ایک ظلم ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ اسلامی پردے کی یہی فلاسفی ہے اور یہی ہدایت شرعی ہے۔ خدا کی کتاب میں پردے سے مراد یہ نہیں ہے کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے۔ یہ ان نادانوں کا خیال ہے جن کو اسلامی طریقوں کی خبر نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ عورت مرد دونوں کو آزاد نظر اندازی اور اپنی زینتوں کے دکھانے سے روکا جائے کیونکہ اس میں دونوں مرد اور عورت کی بھلائی ہے۔ دونوں کو روکا گیا ہے کہ اپنی زینتوں کو نہ دکھاؤ۔ بالآخر یاد رہے کہ خوابیدہ نگاہ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچا لینا اور دوسری جائز النظر چیزوں کو دیکھنا اس طریق کو عربی میں غضِّ بصر کہتے ہیں۔ جہاں ضرورت ہو وہاں نظر ڈال دی جاتی ہے لیکن خوابیدہ نظر سے بالکل آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے نہیں۔ فرماتے ہیں عربی زبان میں اس کو غضِّ بصر کہتے ہیں۔ اور ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہیں چاہیے کہ حیوانوں کی طرح جس طرح چاہے جس طرف چاہے بے محابہ نظر اٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ اس کے لیے اس تمدّنی زندگی میں غضِّ بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اس کی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آجائے گی اور اس کی تمدّنی ضرورت میں بھی فرق نہیں پڑے گا۔ یہی وہ خلق ہے جس کو اِحصان اور عفت کہتے ہیں۔

(ماخوذ از اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 344-343)

پھر

ایک برائی فسق و فجور اور فساد کی ہے۔

اس سے بچنے کی طرف بھی آپؑ نے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا جہاں تم ایسی مجالس دیکھو جہاں فسق و فجور کی مجالس ہوں وہاں سے اٹھ جایا کرو۔ حکومت کے خلاف جو بغاوت ہو اس سے بھی آپؑ نے منع فرمایا۔ یہ بھی فرمایا کہ میری بیعت کا ایک حصہ ہے۔ (ماخوذ از کشف الغطاء، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 188)

اسی طرح ظلم کے خلاف آپؑ نے فرمایا کہ

ظلم سے ہمیشہ بچو۔

اس بارے میں ایک حدیث ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ خود اس پر ظلم کرے اور نہ اسے ظالم کے سپرد کرے۔ جو شخص اپنے بھائی کے کام میں مشغول ہوگا اللہ بھی اس کے کام میں مشغول رہے گا۔

(صحیح البخاری کتاب المظالم باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ، حدیث 2442)

مسلمان پہ نہ خود ظلم کرنا ہے نہ کسی ظالم کے سپرد کرنا ہے لیکن بدقسمتی سے آج جو دنیادار لوگ ہیں بڑے بڑے ملک وہ یہی کچھ کر رہے ہیں۔ اور جس نے کسی مسلمان سے کوئی تکلیف دور کی اللہ یوم قیامت کی تکالیف میں سے ایک تکلیف اس کی دور کرے گا۔ اور جس نے ایک مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ بھی قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اور ایک جگہ اَور بھی فرمایا کہ انسانوں سے ظلم نہ کرو صرف مسلمانوں کی حد تک نہیں بلکہ کُل انسانیت سے آپؑ نے فرمایا کہ ظلم نہ کرو۔ ان کا بھی خیال رکھو۔

(سنن الترمذی ابواب البر و الصلۃ باب ماجاء فی الاحسان والعفو، حدیث 2007)

اور ہمیشہ آپؑ نے اس بات پر بیعت بھی لی کہ ظلم نہیں کروں گا، خیانت نہیں کروں گا، بغاوت اور فساد نہیں کروں گا۔

پھر فتنہ و فساد سے بچنے کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری بیعت میں آئے ہو تو

فتنہ و فساد سے بھی بچنا ہوگا۔ اگر تم اس سے نہیں بچتے تو بیعت کا حق بھی ادا نہیں کرتے۔

اسی طرح فرائض نمازوں کے علاوہ آپؑ نے فرمایا کہ

تہجد کی طرف بھی توجہ کرو۔ نوافل کی طرف بھی توجہ کرو۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رات کو تہجد کے لیے اٹھنا تمہارے لیے ایک بہت بڑا جہاد ہے۔ اس کا ثواب تمہیں ملے گا۔ حدیث میں آتا ہے حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو مَیں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ اور میرا بندہ کسی چیز کے ذریعے میرے قریب نہیں ہوتا جو مجھے سب سے زیادہ پسند ہو اس میں سے جو مَیں نے اس پر فرض کیا ہے اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے مجھ سے قریب ہوجاتا ہے اور یہاں تک کہ مَیں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب مَیں اس سے محبت کرتا ہوں تو مَیں اس کا کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو مَیں اس کو ضرور دیتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو مَیں اس کو ضرور پناہ دیتا ہوں۔ اور مجھے کسی چیز کے متعلق جو مَیں کرنے والا ہوتا ہوں تردّد نہیں ہوتا۔ مَیں اس کی تکلیف کو ناپسند کرتا ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب الرقاق باب التواضع حدیث 6502)

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو نوافل کے ذریعے سے میرے قریب آتے ہیں وہ اس لیے آتے ہیں کہ ان کو مجھ سے محبت ہے اور جب وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں تو پھر میں ان کو بچانے کا اور ان کو اپنے انعامات سے نوازنے کا ہر طریقہ اختیار کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’بدیوں کا چھوڑ دینا کسی کے اپنے اختیار میں نہیں اس واسطے راتوں کو اٹھ اٹھ کر تہجد میں خدا کے حضور دعائیں کرو۔‘‘ بدیاں چھوڑنا آسان کام نہیں ہے اس کے لیے راتوں کو اٹھو تہجد پڑھو اور اس میں دعائیں کرو‘‘ وہی تمہارا پیدا کرنے والا ہے۔ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (الصّٰفّٰت:97) ۔’’کہ تمہیں بھی اس نے پیدا کیا ہے اور اسے بھی جسے تم بناتے ہو جو تمہارے عمل ہیں۔‘‘ پس اَور کون ہے جو ان بدیوں کو دور کر کے نیکیوں کی توفیق تم کو دے۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 36 حاشیہ، ایڈیشن 2022ء)

اسی طرح

تسبیح و تحمید

کے بارے میں آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ (الاحزاب:43) اور اس کی تسبیح صبح بھی کرو اور شام کو بھی کرو۔ یہ مسلمانوں کو حکم ہے اور یہ وہ باتیں ہیں جن کو پیدا کرنے کے لیے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ ایک حدیث میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ہر اہم کام جس کو حمد کے بغیر شروع کیا جائے بے برکت ہوتا ہے۔

(صحیح ابن حبان صفحہ 135، باب ماجاء فی الابتداء بحمد اللہ تعالیٰ ذکر الاخبار عما یجب علی المرء… حدیث 1، دار المعارف مصر)

اس لیے ہمیشہ ہر کام شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کرنی چاہیے تبھی اس میں برکت پڑے گی۔ اسی طرح آپؑ نے تلقین فرمائی کہ ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر ادا کیا کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ۔ دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر تو بڑے ہلکے معلوم ہوتے ہیں۔ ایک منٹ میں انسان کہہ جاتا ہے لیکن ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ ۔ جب خدا تعالیٰ انہیں ترازو میں رکھے گا تو بڑے بوجھل ہوں گے یعنی اعمال کا پلڑا ان کے بوجھ سے جھک جائے گا کیونکہ وہ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ ۔ اللہ کو بہت ہی محبوب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سن کر بہت خوش ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ اپنی تمام تعریفوں کے ساتھ پاک ہے خدا تعالیٰ اپنی تمام عظمتوں کے ساتھ۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب فضل التسبیح، حدیث 6406)

پس انسان کو نیکیوں کی طرف لے جانے اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ اسی طرف بھی ہمیں زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح

درود شریف پڑھنے کی طرف بھی خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ان دنوں میں اکثر خاص طور پر آپ درود شریف پڑھتے رہے ہیں۔ مَیں نے کہا تھا اور امید ہے پڑھتے رہیں ہوں گے لیکن اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی مؤذن کی اذان دیتے ہوئے آواز سنو تو وہی الفاظ کہو جو موذن کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ یقیناً جس نے ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ پھر اللہ سے دعا میں میرے لیے وسیلہ طلب کرو کیونکہ یہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لیے ہی شایانِ شان ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ مَیں ہوں۔ پس جس نے میرے لیے وسیلہ طلب کیا تو اس کے لیے شفاعت ہوگئی۔

(الترغیب والترھیب للمنذری جلد 1 صفحہ 159، الترغیب فی اجابۃ المؤذن… حدیث 377 ، مکتبۃ المعارف ریاض 1424ھ)

پس درود شریف کی طرف بھی بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے اور جب ہم یہ کریں گے تب ہی ہم اپنا حقِ بیعت بھی ادا کرنے والے ہوں گے۔

اسی طرح **توبہ اور استغفار کی طرف بھی بہت توجہ کی ضرورت ہے۔**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو استغفار کرنے کو لازم کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بتادے گا اور ہر غم سے کشائش دے گا اور ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہو گا۔ (سنن ابی داؤد کتاب الوتر باب فی الاستغفار، حدیث 1518)

پس استغفار کی طرف بھی بہت توجہ کی ضرورت ہے۔

بہت سارے لوگ اپنے مسائل کے حل کے لیے پوچھتے ہیں تو مَیں ان کو یہی جواب دیتا ہوں کہ استغفار کی طرف بہت زیادہ توجہ دو۔

آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو توبہ قبول کر لیتا ہے جب تک انسان آخری حالت میں مرنے کے قریب نہ ہو اس وقت تک جو بھی دعا اللہ تعالیٰ سے کرو، استغفار کرو اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب ذکر التوبۃ حدیث 4253)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی یہی اصول تھا کہ

بعض دفعہ لوگ اپنے قرض کے لیے قرض کے اترنے کے لیے دعا کی درخواست کرتے تھے تو آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ استغفار کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 96، ایڈیشن 2022ء)

ایک دفعہ کسی نے کہا مجھے اولاد نہیں ہو رہی تو آپؑ نے کہا استغفار زیادہ کرو۔ اور استغفار پڑھنے کے بارے میں آپؑ نے فرمایا اولاد کے لیے بھی استغفار کرو۔ استغفار بہت پڑھا کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 89، ایڈیشن 2022ء)

کیونکہ ”انسان کی دو ہی حالتیں ہیں یا تو وہ گناہ نہ کرے یا اللہ تعالیٰ اس گناہ کے بد انجام سے بچالے۔“ یہی چیزیں ہیں انسان کو بچانے کے لیے کہ انسان سے گناہ نہ ہو اور جو گناہ ہو گئے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ بچالے۔ ”سو استغفار پڑھنے کے وقت دونوں معنوں کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ سے گذشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہے اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آئندہ گناہوں سے بچائے۔ مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا بلکہ دل سے چاہیے“ استغفار کیا جائے۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 525، ایڈیشن 1988ء)

ایسا ہو گا تبھی ہماری استغفار بھی قبول ہو گی۔

اسی طرح پہلے تہجد کا بھی ذکر آیا تھا تو انسان تہجد اسی وقت پڑھ سکتا ہے جب وہ عام

نمازیں بھی پڑھ رہا ہو۔

اور جب نمازوں کی طرف توجہ ہو گی تو پھر تہجد کی طرف بھی توجہ ہو گی۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

یقیناً آدمی اور شرک وکفر کے درمیان فرق نماز ترک کرنا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ، حدیث 109)

ایک مسلمان ہے ایک مومن ہے ایک مشرک ہے اور کافر ہے جس کے درمیان فرق یہی ہے کہ مومن حقیقی مومن جو ہے وہ نماز پڑھنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہے۔ اور اگر ایک مومن مسلمان کہلا کے بھی نماز ترک کرتا ہے تو وہ شرک اور کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ اب ہم نے اس کے خلاف بیعت کی ہے اور جہاد کرنے کا عہد کیا ہے۔ شرک کے خلاف ہم نے بیعت کی ہے اور جہاد کرنے کا عہد کیا ہے تو اس کے لیے

ہمیں اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنی پڑے گی۔ مرد کوشش کریں کہ پانچ وقت نمازوں کی نماز سینٹر یا مسجد میں جا کر ادائیگی کو رواج دیں تاکہ ہماری مسجدیں آباد ہوں۔ ہماری نسلوں کو عبادتوں کا ایک شعور حاصل ہو۔ ان میں ایک شوق اور جذبہ پیدا ہو اور انہیں یہ پتہ لگے کہ نمازیں کیوں ضروری ہیں لیکن نمازیں ایسی ہونی چاہئیں جن کا حق ادا کیا جائے۔

اس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ نماز کی ظاہری صورت پر اکتفا کرنا نادانی ہے۔ اکثر لوگ رسمی نمازیں ادا کرتے ہیں اور بہت جلدی کرتے ہیں جیسے ایک ناواجب ٹیکس لگا ہوا ہے۔ جلدی گلے سے اتر جائے۔ بعض لوگ نمازیں تو جلدی پڑھ لیتے ہیں لیکن اس کے بعد دعا اس قدر لمبی مانگتے ہیں کہ نماز کے وقت سے دوگنا تین گنا وقت لے لیتے ہیں حالانکہ نماز تو خود دعا ہے جس کو یہ نصیب نہیں کہ نماز میں دعا کرے اس کی نماز ہی نہیں ہے۔ چاہیے کہ اپنی نماز کو دعا سے مثل کھانے اور سرد پانی کے لذیذ اور مزیدار کر لو۔ تمہیں نماز میں کھانے اور پانی سے زیادہ مزہ آئے۔ ایسا نہ ہو کہ اس پر ویل ہو۔ نماز خدا کا حق ہے ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے ردّ فرمادے۔ یہ نہ ہو بلکہ نماز کا حق ادا کرو اور اچھی طرح ادا کرو تبھی تم اپنی زندگی کو سنوار سکتے ہو۔

اسی طرح آپؑ نے فرمایا کہ

خلق اللہ کے ساتھ عموماً حسن سلوک کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 91-90، ایڈیشن 2022ء)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دیکھو وہ جماعت جماعت نہیں ہوسکتی جو ایک دوسرے کو کھائے اور جب چار مل کر بیٹھیں تو اپنے غریب بھائی کا گلہ کریں اور نکتہ چینیاں کریں اور کمزوروں اور غریبوں کو حقارت اور نفرت سے دیکھیں۔ ایسا ہرگز نہیں چاہیے بلکہ اجماع میں چاہیے کہ قوّت آجاوے اور وحدت پیدا ہو جائے جس سے محبت آتی ہے اور برکات پیدا ہوتی ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ ذرا ذرا سی بات پر اختلاف پیدا ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مخالف لوگ جو ہماری ذرا ذرا سی بات پر نظر رکھتے ہیں معمولی باتوں کو بعد میں بہت بڑی بنا کر پیش کر دیتے ہیں اور خلق کو گمراہ کرتے ہیں لیکن آپؑ نے فرمایا کہ اگر اندرونی کمزوریاں نہ ہوں تو کیوں کسی کو جرأت ہو کہ اس قسم کے مضامین شائع کرے جو ہمارے خلاف جائیں۔ آپؑ نے فرمایا کیوں نہیں کیا جاتا کہ اخلاقی قوّتوں کو وسیع کیا جائے اور یہ تب ہوتا ہے کہ جب ہمدردی، محبت اور عفو اور کرم کو عام کیا جائے اور تمام عادتوں پر رحم، ہمدردی اور پردہ پوشی کو مقدم کر لیا جائے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 143، ایڈیشن 2022ء)

آپؑ نے فرمایا کہ مَیں کہتا ہوں کہ ہرگز کوئی آج بھی مسلمان نہیں بنتا جب تک کہ دوسروں کی ایسی ہمدردی نہیں کرتا جیسا کہ اپنے نفس کے لیے اور

میری یہی نصیحت ہے کہ دلوں کو صاف کرو اور تمام بنی انسان کی ہمدردی اختیار کرو۔

تمام بنی نوع انسان کی ہمدردی اختیار کرو اور کسی کی بدی مت چاہو کہ اعلیٰ تہذیب یہی ہے۔ افسوس کہ یہ لوگ دوسری قوموں سے انتقام لینے کے لیے سخت حریص ہیں مگر مَیں کہتا ہوں کہ عفو اور درگزر کرو اور کینہ ور اور منافق طبع مت بنو۔ زمین پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو اور مَیں نے نہ صرف کہا بلکہ عملی طور پر دکھلایا اور مَیں نے ہرگز پسند نہیں کیا کہ جو شخص شر کا ارادہ کرتا ہے اس کے لیے مَیں بھی شر کا ارادہ کروں۔ اور پھر آپ نے مثال دی کہ ڈاکٹر کلارک کے اقدامِ قتل کے مقدمے میں جو میرے پر الزام لگایا گیا وہ غلط ثابت ہوا اور مجھے عدالت کی طرف سے مقدمہ کی اجازت بھی مل گئی لیکن مَیں نے مقدمہ نہیں کیا اس لیے کہ میں ان سے ہمدردی چاہتا تھا۔ اسی طرح اَور بہت سارے مواقع پیدا ہوئے لیکن میں نے ہمیشہ ہمدردی کی۔

(ماخوذ از کشف الغطاء، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 194)

اس لیے تم لوگ بھی اگر دنیا میں امن قائم کرنا چاہتے ہو تو ہمدردی کی فضا پیدا کرو اور آپس میں محبت اور پیار سے رہو اور نہ صرف آپس میں بلکہ ہر انسان سے محبت کرو۔

پس یہ چند باتیں ہیں جو مَیں نے بیان کی ہیں۔

اگر ہم اپنے اندر پاک تبدیلی کرتے ہوئے، بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے ان شرائطِ بیعت پر مکمل عمل کریں تو نہ صرف ہم اپنے اندر ایک پاک معاشرہ پیدا کرنے والے ہوں گے بلکہ اسلام کے حقیقی پیغام کو دنیا میں پھیلانے والے بن کر مسلمانوں اور غیر مسلموں، اسلام مخالف لوگوں بلکہ دہریوں میں بھی ایک ایسی تعلیم کے پھیلانے والے ہوں گے جو ایک دن انہیں بہرحال یہ سوچنے پر مجبور کرے گی کہ احمدی ہی وہ لوگ ہیں جو دنیا میں خدائے واحد کی حکومت قائم کرنے کے ساتھ اعلیٰ اخلاقی قدروں کو بھی قائم کرنا چاہتے ہیں تاکہ دنیا دار الفساد نہ بنے بلکہ امن اور سلامتی کی آماجگاہ بن جائے۔

آج کل دجالی طاقتیں اپنے پورے زور پر اس بات کو پھیلانے کی کوشش کر رہی ہیں کہ دنیا سے خدا تعالیٰ کے نام کو مٹایا جائے۔ دنیا میں فساد پیدا کیا جائے۔ ایسے میں ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ حقِ بیعت ادا کرتے ہوئے، ان دجالی قوتوں کے خلاف جہاد کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ سے فضل مانگتے ہوئے، ان کی چالوں کو ناکام و نامراد کرتے ہوئے اپنی بھرپور کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عہدِ بیعت نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

دعاؤں میں ساری دنیا کے امن و سلامتی کی دعائیں کریں۔ اور مسلمانوں کی بقا اور سلامتی کے لیے بھی دعا کریں۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہر احمدی دنیا میں خدائے واحد کی حکومت قائم کرنے اور دنیا میں امن و سلامتی پھیلانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے والا بن جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب ہم دعا کریں گے۔ دعا کر لیں۔

☆...☆...☆

دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت جو حاضری کی رپورٹ ہے اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے 51,181/ لوگ ہیں جو یہاں جلسے میں حاضر ہو کے جلسہ سن رہے ہیں۔ الحمد للہ۔ اس جلسے میں 117/ ممالک کی شمولیت بھی ہے۔ وہاں کے لوگ شامل ہیں۔ نمائندے ہیں۔

مردوں کی تعداد scan کے حساب سے 24,671/ ہے اور عورتوں کی تعداد 23,611/ ہے۔ اور جو دوسرے بچے وغیرہ unscanned ہیں ان کو بھی انہوں نے شامل کیا ہے جو 2,895 بنتے ہیں، وہ ملا کے 51،181/ تعداد بنتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پچھلے سال سے تو کافی زیادہ ہے۔

اور اسی طرح ایم ٹی اے کے ذریعے سے دنیا کے مختلف سینٹرز میں بھی جلسہ سنا جا رہا ہے جو 62/ ممالک میں 95/ سینٹر قائم ہیں جہاں 16,211/ لوگ مختلف وقتوں میں بیٹھ کے سنتے رہے

اور آخری سیشن میں بھی 16،211/ ہیں۔ میرا خیال ہے اس سے بھی زیادہ تعداد ہو گی۔ انفرادی طور پر بھی بہت لوگ سن رہے ہوتے ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ اس جلسے کی برکات سے ہر ایک کو فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب ترانے کرنے ہیں۔ جلدی جلدی کریں۔

☆...☆...☆

خطبہ جمعہ

’’وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تیرہ برس تک مکہ معظّمہ میں شامل حال رہا اس زمانہ کی سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہئیں یعنی خدا پر توکّل رکھنا اور جزع فزع سے کنارہ کرنا اور اپنے کام میں سُست نہ ہونا اور کسی کے رعب سے نہ ڈرنا، ایسے طور پر دکھلا دئے جو کفار ایسی استقامت کو دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جب تک کسی کا پورا بھروسہ خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اور اس طور سے دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

’’رسول کریمؐ ان دنیاوی لوگوں میں سے نہ تھے۔ آپؐ کی نظریں دنیا کی طرف نہیں لگی ہوئی تھیں بلکہ آپؐ کی آنکھ خدا کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔ دنیا کے اسباب آپؐ کے مدّ نظر نہ تھے‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

’’وہ خدا پر توکّل کرنے والا انسان... سراقہ کی اتنی پرواہ بھی نہیں کرتا جتنی ایک بیل کی کی جاتی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ باوجود اس جرأت اور بہادری کے، باوجود اس ایمان اور یقین کے، باوجود اس توکّل اور بھروسہ کے جو آپ میں پایا جاتا تھا مڑ مڑ کر دیکھتے جاتے ہیں کہ سراقہ اب ہمارے کس قدر نزدیک آ گیا ہے۔ لیکن رسول کریمؐ اس کی پرواہ بھی نہیں کرتے اور گھبرانا اور دوڑنا تو الگ، خوف و ہراس کا اظہار تو جدا آپؐ نے ایک دفعہ منہ پھیر کر بھی اس کی طرف نہیں دیکھا‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

’’اللہ اللہ! خدا تعالیٰ پر کیسا بھروسہ ہے۔ دشمن گھوڑا دوڑاتا ہوا اس قدر نزدیک آ گیا ہے کہ آپؐ کی آواز اس تک پہنچ سکتی ہے اور آپؐ تیر کی زد میں آ گئے ہیں مگر آپؐ ہیں کہ گھبراہٹ کا محسوس کرنا تو الگ رہا قرآن شریف پڑھتے جاتے ہیں۔...
کیا اس بھروسہ اور توکّل کی کوئی اور نظیر بھی مل سکتی ہے؟ کیا کوئی انسان ہے جس نے اس خطرناک وقت میں ایسی بے توجہی اور لاپرواہی کا اظہار کیا ہو؟‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

’’وہ کون سی چیز تھی جس نے اس وقت آپؐ کے دل کو ایسا مضبوط کر دیا۔ کون سی طاقت تھی جس نے آپؐ کے حوصلہ کو ایسا بلند کر دیا۔ کون سی روح تھی جس نے آپؐ کے اندر اس قسم کی غیر معمولی زندگی پیدا کر دی؟ یہ خدا پر توکّل کے کرشمہ تھے۔ اس پر بھروسہ کے نتائج تھے۔ آپؐ جانتے تھے کہ ظاہری اسباب میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ دنیا کی طاقتیں مجھے ہلاک نہیں کر سکتیں کیونکہ آسمان پر ایک خدا ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے جو ان سب اسباب کا پیدا کرنے والا ہے۔ پس خالق اسباب کے خلاف اسباب کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ توکّل آپؐ کا ضائع نہیں گیا بلکہ خدا نے اسے پورا کیا اور سراقہ جو دو سو اونٹ کے لالچ میں آیا تھا آپؐ سے معافی مانگ کر واپس چلا گیا اور خدا نے اس کے دل پر ایسا رعب ڈالا کہ اس نے اپنی سلامتی اس میں سمجھی کہ خاموشی سے واپس چلا جائے بلکہ اس نے اور تعاقب کرنے والوں کو بھی واپس لوٹا دیا۔... یہ وہ توکّل ہے جو ایک جھوٹے انسان میں نہیں ہو سکتا جو ایک پُر فریب دل میں نہیں ٹھہر سکتا... یہ وہ توکّل ہے جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

’’جہاں تک انسانی تدابیر آپؐ کر سکتے تھے وہاں تک آپؐ تمام تدابیر سے کام لیتے اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکّل کیا کرتے تھے۔ پس آپؐ کا ایمان جہالت اور سستی والا ایمان نہ تھا بلکہ آپؐ کا ایمان مشاہدہ والا ایمان تھا۔ اور مشاہدہ والا ایمان اسی شخص کا ہوتا ہے جو ایک ہی وقت میں توکّل بھی کرتا ہے اور عمل بھی کرتا ہے، گویا عمل اور توکّل دونوں کو اکٹھا رکھتا ہے‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کو تبلیغی خطوط ارسال فرمائے تو شہنشاہ فارس کسریٰ نے بڑے تکبر سے آپؐ کا خط ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جب آپؐ کو اس کا علم ہوا تو کامل توکّل کے نتیجہ میں فرمایا: خدا خود ان لوگوں کو پارہ پارہ کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کامل توکّل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اذن سے غزوات میں جاتے تھے تو نکلتے وقت دعا بھی کیا کرتے تھے

’’انسان کو مشکلات کے وقت اگرچہ اضطراب تو ہوتا ہے مگر چاہئے کہ توکّل کو کبھی بھی ہاتھ سے نہ دے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

جنگ احزاب میں کفار کی کثرت کو دیکھ کر مسلمان پریشان نہیں ہوئے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توکّل نے تو مسلمانوں کو اس وقت توکّل میں اَور بھی بڑھا دیا تھا اور مخالفین و منافقین کی باتیں سننے کے باوجود ان کے حوصلے پست نہیں ہوئے تھے

جنگِ احزاب میں ہی تھوڑا سا کھانا ایک لشکر کو پورا ہونے کا واقعہ بھی ملتا ہے۔

وہ جہاں معجزہ ہے وہاں اللہ تعالیٰ پر توکّل کی ایک عظیم مثال بھی ہے

آپؐ نے ان نامساعد حالات کے باوجود اور انتہائی ضرورت کے باوجود کسی شخص کی کفر کی حالت میں مدد نہیں لی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں، ان وعدوں پر یقین اور توکّل کے خلاف بات ہے کہ مَیں کسی غیر سے مدد لوں

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دیکھا جاوے تو کوئی بھی فرقہ اور مذہب روئے زمین پر ایسا نظر نہ آوے گا جس کو آپؐ

نے دعوت نہ کی ہو اور جس کی غلطی نہ نکالی ہو (اور پھر ہر ایک کے مقابلہ پر اپنے مظفر ومنصور ہونے کا دعویٰ بھی کیا) بھلا بتلاؤ کہ جب تک خدا پر پورا بھروسہ اور یقین نہ ہو کب کوئی اس طرح سے کرسکتا ہے؟‘‘(حضرت مسیح موعودؑ)

توکّل علی اللہ کے حوالے سے سیرت النبی ﷺ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18/ستمبر 2026ء بمطابق 18/تبوک 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر، ادارہ الفضل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ پر توکّل کا ذکر کرتے ہوئے گذشتہ خطبہ میں مَیں نے آپؐ کے مکہ سے ہجرت کے حوالے سے واقعات بیان کیے تھے۔

اس سفر میں کچھ مزید واقعات کی تفصیل بھی ہے۔ اس کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے جس سے آپؐ کے توکّل کی ایک اَور عظیم شان نمایاں ہوتی ہے۔

روایت میں آتا ہے کہ اس ہجرت کے موقع پر سراقہ بن مالک نے انعام کے لالچ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کرنے کا ارادہ کیا۔ اس واقعہ کو سراقہ بن مالک اس طرح بیان کرتے ہیں، یہ بعد میں مسلمان ہو گئے تھے اور اسلام لانے کے بعد انہوں نے خود ہی یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ہمارے پاس کفارِ قریش کے ایلچی آئے۔ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ ہر دو کی دیّت مقرر کی ہوئی تھی ان لوگوں کے لیے جو ان دونوں کو قتل کرے گا یا ان کو قید کرے گا۔ سراقہ کہتے ہیں کہ مَیں اپنی قوم بنو مُدْلِج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ان کے سامنے سے آیا اور ہمارے پاس کھڑا ہوا جبکہ ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ تو اس نے کہا: اے سراقہ! مَیں نے ساحل کی طرف کچھ سائے سے دیکھے ہیں۔ یا کہا کہ تین افراد کا ایک قافلہ جاتے ہوئے دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہو نہ ہو یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھی تھے۔ سراقہ بن مالک کہتے ہیں کہ مَیں جان گیا کہ واقعی یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ ہی ہو گا لیکن مَیں نہیں چاہتا تھا کہ میرے ساتھ کوئی اَور اس انعام میں شریک ہو۔ اس لیے مَیں نے فوراً موقع کی نزاکت کو سنبھالا دیا اور اس بتانے والے کو آنکھ سے اشارہ کیا کہ وہ خاموش رہے اور خود مَیں نے کہا کہ نہیں نہیں! وہ محمدؐ کا قافلہ نہیں ہوسکتا بلکہ جن لوگوں کا تم ذکر کر رہے ہو وہ تو ابھی ہمارے سامنے سے گزرے ہیں۔ وہ بنو فلاں کے لوگ ہیں جو اپنی گمشدہ اونٹنی کی تلاش میں جا رہے تھے۔ سراقہ کہتے ہیں کہ مَیں کچھ دیر اسی مجلس میں رہا تاکہ کسی کو شک نہ گزرے اور پھر اپنی ایک خادمہ کو کہا کہ وہ میری فلاں تیز رفتار گھوڑی کو لے کر گھر کے پیچھے فلاں جگہ پر کھڑی ہو اور میرا انتظار کرے۔ اور کچھ دیر کے بعد وہ خود وہاں پہنچ گیا۔ اور وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے فال نکالی لیکن اس سفر کے خلاف نکلی لیکن مَیں نے پرواہ نہیں کی اور گھوڑی کو ایڑھ لگا دی اور ہوا ہو گیا اور تیزی سے اس قافلے کا پیچھے کرنے لگا جو مَیں سمجھتا تھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ ہی تھا۔ سراقہ کہتے ہیں کہ منزل پر منزل مارتے ہوئے مَیں جلد ہی اس قافلے کے قریب پہنچ گیا اور ابھی کچھ ہی فاصلے پر تھا کہ میری گھوڑی نے خلافِ معمول ٹھوکر کھائی کہ مَیں اس سے گر پڑا۔ پھر مَیں اٹھ کھڑا ہوا اور مَیں نے فال نکالی اور فال پھر میرے ارادے کے خلاف نکلی مگر مَیں چاہتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس لے کر جاؤں اور سو (100) اونٹنیوں کا انعام حاصل کروں۔ پھر مَیں اٹھا اور گھوڑی پر سوار ہوا اور اب میں اتنا قریب ہو چکا تھا کہ نہ صرف مَیں یہ پہچان چکا تھا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ ہیں بلکہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کریم پڑھنے کی آواز بھی آ رہی تھی۔ آپؐ اِدھر اُدھر نہیں دیکھ رہے تھے اور حضرت ابوبکرؓ کثرت سے مڑ کر دیکھتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی خاطر بھی چاروں طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ وہ کہتے ہیں اتنے میں میری گھوڑی نے پھر ٹھوکر کھائی اور اس کی ٹانگیں ریت میں دھنس گئیں اور مَیں اس سے گر پڑا۔ پھر مَیں نے گھوڑی کو ڈانٹا اور کھڑا ہوا اور وہ اپنی ٹانگیں زمین سے نکال نہ سکتی تھی۔ آخر جب وہ سیدھی کھڑی ہوئی تو اس کی دونوں ٹانگوں سے گرد اٹھ کر فضا میں دھویں کی طرح پھیل گئی اور مَیں نے دوبارہ تیروں سے فال لی تو وہی نکلا جسے مَیں ناپسند کرتا تھا۔ مَیں نے وہیں سے امان کی آواز لگائی اور کہا کہ میری طرف سے آپ لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اس سے پوچھو وہ کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا مَیں سراقہ ہوں اور آپ لوگوں سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر وہ رک گئے۔ سراقہ بتانے لگا کہ مکہ والوں نے ان کے زندہ یا مردہ پکڑے جانے پر سو (100) اونٹ مقرر کیا ہے اور مَیں اسی لالچ میں آپ کا تعاقب کرتے ہوئے آیا ہوں لیکن جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے اس سے مَیں اس یقین پر پہنچا ہوں کہ میرا تعاقب درست نہیں ہے۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زادِ راہ وغیرہ کی پیشکش بھی کی کہ کچھ سامان سفر کے لیے چاہیے تو ضروریات کھانے پینے کی لے جائیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا۔ بس یہ کہا کہ ہمارے بارے میں کسی کو بتانا نہیں۔ اس نے یہ وعدہ کیا اور ساتھ یہ بھی عرض کیا کہ مجھے یقین ہے کہ آپؐ ایک دن بادشاہت حاصل کرلیں گے۔ مجھے کوئی عہد و پیمان لکھ دیں کہ اس وقت جب مَیں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوں تو مجھ سے عزّت اور احترام سے پیش آیا جائے گا۔ بعض روایات کے مطابق اس نے امان کی تحریر کے لیے درخواست کی تھی۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر اس کو وہ تحریر حضرت ابوبکرؓ نے اور ایک دوسری روایت کے مطابق عامر بن فُہَیْرَہ نے لکھ کر دی اور وہ یہ تحریر لے کر واپس چلا گیا۔

(ماخوذ از صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب هجرة النبی ﷺ و اصحابه الی المدینة حدیث 3906 و سبل الهدیٰ والرشاد جلد 3 صفحہ 248، قصة سراقة الثلثة .... دار الکتب العلمیة بیروت 1993ء۔ محمد رسول الله والذین معه جلد 3 صفحہ 64-65، مکتبہ مصر)

یہ تھی آپؐ کے توکّل کی شان۔ کوئی خوف نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھتے ہوئے آپؐ جا رہے تھے۔ آپؐ کو اس قدر یقین تھا اس بات پر کہ آپؐ کو کچھ نہیں ہوسکتا کہ جب اس نے یہ کہا کہ مجھے امان لکھ کے دے دیں تو آپؐ نے اس کو امان بھی لکھ کر دی اور اس کو تو یہ خیال گزرا تھا کہ آخر میں آپؐ کی فتح ہونی ہے اور آپؐ کو بھی اس سے بڑھ کر یقین تھا کہ یقیناً میری فتح ہے اس لیے امان بھی لکھ کر دے دی۔

ایک اَور روایت کے مطابق اس کے واپس لوٹتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

سراقہ! تیرا کیا حال ہو گا کہ جب کسریٰ کے کنگن تیرے ہاتھ میں ہوں گے۔

سراقہ حیرت زدہ ہو کر پلٹا اور کہا کہ کسریٰ بن ہُرْمُز!؟ فرمایا: ہاں! وہی کسریٰ بن ہُرْمُز۔ چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں کسریٰ کے کنگن اور اس کا تاج اور اس کا کمر بند لایا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ کو بلایا اور فرمایا اپنے ہاتھ بلند کرو اور انہیں وہ کنگن پہنائے اور فرمایا کہ کہو تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے کسریٰ بن ہُرْمُز سے یہ دونوں چھین کر عطا کیے ہیں۔

(محمد رسول الله والذین معه لعبد الحمید جودة السحار جلد 3 صفحہ 65، الهجرة، مکتبہ مصر)

اس سفر کے واقعہ کو حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے کہ ’’واقعہ ہجرت بھی ایک عجیب ہولناک واقعہ ہے۔ سارا عرب مخالف اور خون کا پیاسا تھا مگر رسول کریمؐ صرف ایک ساتھی لے کر مدینہ کی طرف چل پڑے۔ راستہ میں تمام وہ قومیں آباد تھیں جو مذہب کی مخالفت کی وجہ سے آپ کو مارنے کی فکر میں رہتی تھیں اور صرف قریش کے ڈر کے مارے خاموش تھیں۔ لیکن اب وہ وقت آ گیا تھا کہ جب قریش خود آپ کے قتل کے درپے تھے اور کُل قبائل عرب کو تسلی تھی کہ اگر ہم نے اس شخص کو قتل کر دیا تو قریش کو ناراضگی کی کوئی وجہ نہ ہو گی اور صرف یہی نہیں کہ قریش کی مخالفت کا خوف نہ رہا تھا بلکہ قریش نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے غیر حاضر دیکھ کر آپ کے قتل پر انعام مقرر کر دیا تھا اور مدینہ کے راستہ میں جس قدر قبائل آباد تھے انہیں یہ اطلاع دے دی تھی کہ جو شخص رسول کریمؐ اور حضرت ابوبکرؓ کو زندہ یا مردہ لے آئے گا اسے سو سو اونٹ فی کس انعام ملے گا۔ عرب کے قبائل جن کی زندگی ہی لوٹ مار پر بسر ہوتی تھی اور جو آتشِ حسد سے پہلے ہی جل بھن کر کوئلہ ہو رہے تھے اس موقع کو کب ہاتھ سے جانے دے سکتے تھے۔ ہر طرف آپؐ کی تلاش شروع ہوئی اور گویا ہر قدم پر جو آپ اٹھاتے خوف تھا کہ کسی خون کے پیاسے دشمن سے پالا پڑے گا۔ ایسے موقع پر اکثر دیکھا گیا ہے کہ بہادر سے بہادر انسان بھی دل ہار بیٹھتا ہے اور آخری جدوجہد سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ اور اگر نہایت دلیر اور خلافِ معمول کوئی نہایت قوی دل انسان بھی ہو تو اس پر بھی خوف ایسا مُسْتَوْلِی ہو جاتا ہے‘‘ یعنی غالب آ جاتا ہے ’’کہ اس کی ہر ایک حرکت سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔‘‘ آپؓ نے لکھا ہے کہ ’’مَیں نے بڑے بڑے بہادروں کے واقعات پڑھے ہیں‘‘ تاریخ میں ’’لیکن ایسے موقع پر ان کی جو حالت ہوتی ہے اس کا رسول کریمؐ کے واقعہ سے مقابلہ بھی کرنا جائز نہیں ہوسکتا۔ تاریخ دان جانتے ہیں کہ بھاگتے ہوئے نپولین کا کیا حال تھا اور اس کے چہرہ پر حسرت کے کیسے بیّن آثار پائے جاتے تھے۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمایوں‘‘ بادشاہ جو ہندوستان میں، پاک و ہند میں ہوا ہے ’’کس طرح بار بار اپنے آپ کو دشمن کے ہاتھوں میں سپرد کر دینے کے لیے تیار ہو جاتا تھا اور اگر اس کے ساتھ چند نہایت وفادار جرنیل نہ ہوتے تو وہ شاید ایسا کر بھی دیتا۔ اسی طرح اَور بہت سے بڑے بہادر

جرنیل گزرے ہیں جن پر مشکلات کے ایام آئے ہیں اور وہ ایسے اوقات میں جب دشمن ان کے چاروں طرف ان کی جستجو میں پھیل گیا، گھبرا گئے ہیں لیکن

رسول کریمؐ ان دنیاوی لوگوں میں سے نہ تھے۔ آپؐ کی نظریں دنیا کی طرف نہیں لگی ہوئی تھیں بلکہ آپ کی آنکھ خدا کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔ دنیا کے اسباب آپؐ کے مدّ نظر نہ تھے

اور آپؐ یہ خیال نہ کرتے تھے کہ ایسے وقت میں مَیں تن تنہا صرف ایک ساتھی کے ساتھ کیا کرسکتا ہوں اور ایسے خطرناک راستہ میں اگر دشمن آجائے تو اس کے مقابلہ کے لیے میرے پاس کیا سامان ہیں بلکہ

آپؐ یہ دیکھ رہے تھے کہ میرے ساتھ وہ خدا ہے جو ہمیشہ سے اپنے نیک بندوں کا محافظ چلا آیا ہے اور جس کے وار کا کوئی دشمن مقابلہ نہیں کرسکتا۔

وہ خدا نوحؑ کا خدا، ابراہیمؑ کا خدا، موسیٰؑ کا خدا، یونسؑ کا خدا، ایوبؑ کا خدا، داؤدؑ کا خدا، سلیمانؑ کا خدا، مسیحؑ کا خدا تھا وہی میرا خدا ہے اس کی طاقتیں کبھی زائل نہیں ہوتیں اور وہ ایک دم کے لیے غافل نہیں ہے۔ سُراقہ بن جُعْشَم لالچ اور دشمنی سے دیوانہ ہو کر آتا ہے اور دُور سے دیکھ کر آپؐ کی طرف گھوڑا دوڑا دیتا ہے۔ اس کے دل میں امید دریا کی طرح لہریں مارتی ہے وہ نہ صرف اپنے مذہب کی توہین کرنے والے کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ کر اپنے سوختہ دل کو تسکین دینا چاہتا ہے بلکہ دو سو اونٹ کا انعام" یعنی سو (100) اونٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مقرر تھے اور سو (100) اونٹ حضرت ابو بکرؓ کے لیے کہ دو سو (200) اونٹ کا انعام بھی مجھے ملے گا۔ اور اسی طرف آپؓ نے اشارہ فرمایا کہ دو سو (200) اونٹ۔ پہلے روایت میں سو (100) اونٹ ہیں لیکن دو سو (200) اونٹ سو (100) سو (100) کر کے ہیں۔ بہر حال "جو اسے اپنی قوم میں ایک بہت بڑا رتبہ دینے کے لیے کافی تھا۔ اس کی ہمت کو اَور بھی بلند کر دیتا ہے جس طرح شکاری اپنے شکار کو دیکھ کر لپکتا ہے اسی طرح وہ رسول کریمؐ کو دیکھ کر آپؐ کی طرف لپکتا ہے اور تیر کمان ہاتھ میں لے کر چاہتا ہے کہ آپؐ پر وار کرے۔ وہ اکیلا نہیں بلکہ ایک نعرہ مار کر وہ اپنے ارد گرد ہزاروں آدمیوں کو جمع کرسکتا ہے۔" اگر وہ آواز دیتا تو ارد گرد کے قبائل کے لوگ ہوسکتا ہے قریب ہوتے کچھ تو لوگ آجاتے۔ "کیونکہ رسول کریمؐ اس وقت اسی کے علاقہ سے گزر رہے ہیں لیکن آپؐ اس وقت کیا کرتے ہیں؟ کیا بھاگ جاتے ہیں؟ کیا ڈر کر اپنے آپؐ کو اس کے سپرد کر دیتے ہیں؟ کیا آپ کے قدم لڑکھڑانے لگ جاتے ہیں؟ کیا ان کے حواس بیکار ہو جاتے ہیں؟ کیا اسے قتل کر کے راہ فرار اختیار کرنے کا ارادہ کرتے ہیں؟" اب وہ اتنا قریب ہے، اکیلا ہے تو آپؐ بھی تو تیر مار کے اسے مار سکتے تھے۔

"نہیں! وہ خدا پر توکّل کرنے والا انسان ان میں سے ایک بات بھی نہیں کرتا اور سراقہ کی اتنی پرواہ بھی نہیں کرتا جتنی ایک بیل کی کی جاتی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ باوجود اس جرأت اور بہادری کے، باوجود اس ایمان اور یقین کے، باوجود اس توکّل اور بھروسہ کے جو آپ میں پایا جاتا تھا مڑ مڑ کر دیکھتے جاتے ہیں کہ سراقہ اب ہمارے کس قدر نزدیک آ گیا ہے۔ لیکن رسول کریمؐ اس کی پرواہ بھی نہیں کرتے اور گھبرانا اور دوڑنا تو الگ، خوف وہراس کا اظہار تو جدا آپؐ نے ایک دفعہ منہ پھیر کر بھی اس کی طرف نہیں دیکھا

جس نے سراقہ کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور اس کی آنکھیں کھل گئیں کہ مَیں کس انسان کا پیچھا کر رہا ہوں اور وہ مدّت العمر اس نظارہ کو اپنے حافظہ سے نہیں مٹا سکا بلکہ اس خلافِ معمول واقعہ نے اس کے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ ہمیشہ اسے بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ... مَیں گھوڑا دوڑاتے دوڑاتے رسول کریمؐ کے اس قدر نزدیک ہو گیا کہ مَیں رسول کریمؐ کے قرآن پڑھنے کی آواز سن رہا تھا اور مَیں نے دیکھا کہ رسول کریمؐ دائیں بائیں بالکل نہیں دیکھتے۔ ہاں حضرت ابو بکرؓ بار بار دیکھتے جاتے تھے۔

اللہ اللہ! خدا تعالیٰ پر کیسا بھروسہ ہے۔ دشمن گھوڑا دوڑاتا ہوا اس قدر نزدیک آ گیا ہے کہ آپؐ کی آواز اس تک پہنچ سکتی ہے اور آپؐ تیر کی زد میں آگئے ہیں مگر آپؐ ہیں کہ گھبراہٹ کا محسوس کرنا تو الگ رہا قرآن شریف پڑھتے جاتے ہیں۔

اِدھر حضرت ابو بکرؓ بار بار دیکھتے جاتے ہیں کہ اب دشمن کس قدر نزدیک پہنچ گیا ہے۔

کیا اس بھروسہ اور توکّل کی کوئی اَور نظیر بھی مل سکتی ہے؟ کیا کوئی انسان ہے جس نے اس خطرناک وقت میں ایسی بے توجہی اور لاپرواہی کا اظہار کیا ہو؟

اگر آپؐ کو دنیاوی اسباب کے استعمال کا خیال بھی ہوتا تو کم سے کم اتنا ضرور ہونا چاہئے تھا کہ آپ اس وقت یا تو سراقہ پر حملہ کرنے کی کوشش کرتے یا وہاں سے تیز نکل جانے کی کوشش کرتے لیکن آپؐ نے ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی نہیں اختیار کی۔ نہ تو آپؐ تیز قدم ہوئے اور نہ ہی آپؐ نے یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح سراقہ کو مار دیں بلکہ نہایت اطمینان کے ساتھ بغیر اظہار خوف وہراس اپنی پہلی رفتار پر قرآن شریف پڑھتے ہوئے چلے گئے۔

وہ کون سی چیز تھی جس نے اس وقت آپ کے دل کو ایسا مضبوط کر دیا۔ کون سی طاقت تھی جس نے آپ کے حوصلہ کو ایسا بلند کر دیا۔ کون سی روح تھی جس نے آپ کے اندر اس قسم کی غیر معمولی زندگی پیدا کر دی؟ یہ خدا پر توکّل کے کرشمہ تھے۔ اس پر بھروسہ کے نتائج تھے۔ آپؐ جانتے تھے کہ ظاہری اسباب میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ دنیا کی طاقتیں مجھے ہلاک نہیں کرسکتیں کیونکہ آسمان پر ایک خدا ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے جو ان سب اسباب کا پیدا کرنے والا ہے۔ پس خالقِ اسباب کے خلاف اسباب کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ توکّل آپؐ کا ضائع نہیں گیا بلکہ خدا نے اسے پورا کیا اور سراقہ جو دو سو اونٹ کے لالچ میں آیا تھا آپؐ سے معافی مانگ کر واپس چلا گیا اور خدا نے اس کے دل پر ایسا رعب ڈالا کہ اس نے اپنی سلامتی اس میں سمجھی کہ خاموشی سے واپس چلا جائے بلکہ اس نے اَور تعاقب کرنے والوں کو بھی واپس لوٹا دیا... یہ وہ توکّل ہے جو ایک جھوٹے انسان میں نہیں ہوسکتا جو ایک پُرفریب دل میں نہیں ٹھہر سکتا... یہ وہ توکّل ہے جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔

حضرت موسیٰؑ سے بھی ایک موقع پر اس قسم کے توکّل کی نظیر ملتی ہے لیکن وہ مثال اس سے بہت ہی ادنیٰ ہے کیونکہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں نے فرعونیوں کو دیکھ کر کہا کہ اِنَّا لَمُدۡرَکُوۡنَ۔ ہم ضرور گرفتار ہو جائیں گے۔ اس پر حضرت موسیٰؑ نے جواب میں کہا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیۡ سَیَہۡدِیۡنِ (الشعراء:63) لیکن

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا توکّل ایسا کامل تھا کہ اس نے آپؐ کے ساتھی پر بھی اثر ڈالا

اور حضرت ابو بکرؓ نے مُوسَائیوں کی طرح گھبرا کر یہ نہیں کہا کہ ہم ضرور پکڑے جائیں گے بلکہ" غار میں بیٹھ کے بھی، دیکھ کے بھی" یہ کہا کہ اگر وہ نیچی نظر کریں تو دیکھ لیں اور یہ ایمان اس پَرتَو کا نتیجہ تھا جو نورِ نبوت اس وقت آپ کے دل پر ڈال رہا تھا۔ دوسرے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ فوج تھی اور ان کے آگے بھاگنے کی جگہ ضرور موجود تھی لیکن رسول کریمؐ کے ساتھ نہ کوئی جماعت تھی اور نہ آپؐ کے سامنے کوئی اَور راستہ تھا۔" (سیرۃ النبی ﷺ، انوار العلوم جلد 1 صفحہ 491 تا 496) پس یہ تھی آپؐ کے توکّل کی بلند شان۔

اسباب کا انتظام اور استعمال اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکّل یہ ضروری چیز ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توکّل کا ذکر کرتے ہوئے اس نکتے کو حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ "وہ شخص جسے خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین ہو اور پھر ساتھ ہی اسے یہ بھی یقین ہو کہ مجھے اس نے ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے وہ ترک عمل کب کرسکتا ہے۔ وہ تو سب سے زیادہ عمل کرنے والا ہوتا ہے... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال آپ کے ایمان کی وجہ سے تھے کیونکہ جو شخص سمجھتا ہے کہ ایک خدا ہے اور اس نے مجھے کسی خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے وہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کوشش بھی کرتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں ایمان کا اظہار کرتے ہیں، جہاں غار ثور میں بیٹھے ہوئے حضرت ابو بکرؓ سے کہتے ہیں ابو بکر! مت گھبراؤ! خدا ہمارے ساتھ ہے اور وہی ہمارا محافظ ہے وہاں آپؐ دین کے دوسرے کاموں میں رات اور دن اس طرح مشغول رہتے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ساری خدائی کے کام آپؐ کے ہی سپرد کیے جا چکے ہیں۔ پس ایک طرف اگر آپؐ کو یہ یقین تھا کہ خدا ہے اور وہ اپنے بندوں کی مدد کیا کرتا ہے تو دوسری طرف آپؐ خدا کا امتحان لیتے نظر نہیں آتے۔ یہ نہیں کرتے کہ جب خدا نے کہہ دیا کہ مَیں تجھے فتح دوں گا تو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں اور کہیں کہ اب فتح کے لئے کسی کوشش کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ اپنے وعدہ کے مطابق آپ فتح دے گا۔ آپ ایسا نہیں کرتے بلکہ فتح کے لئے کوشش بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ آپؐ لوگوں کو فوجی کرتب سکھاتے ہیں" ٹریننگ دیتے ہیں فوج کی۔ "دشمن کے مقابلہ کے لئے لشکر جمع کرتے ہیں۔ سواریوں کا انتظام کرتے ہیں ہتھیار اکٹھے کرتے ہیں۔ فوجیوں کے کھانے اور رہائش وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں۔ پھر ان تمام انتظامات کو مکمل کرنے کے بعد دشمن سے لڑنے کے لئے جاتے ہیں۔ اور جب کوئی ایسا وقت آتا ہے جب دشمن زیادہ ہوتا ہے اور صحابہ کم ہوتے ہیں تو آپؐ بڑے یقین اور وثوق اور ایمان کے ساتھ فرماتے ہیں کہ گو ہم تھوڑے ہیں مگر جیتیں گے ہم ہی۔ پس

جہاں تک انسانی تدابیر آپؐ کر سکتے تھے وہاں تک آپؐ تمام تدابیر سے کام لیتے اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکّل کیا کرتے تھے۔ پس آپؐ کا ایمان جہالت اور سستی والا ایمان نہ تھا بلکہ آپؐ کا ایمان مشاہدہ والا ایمان تھا۔ اور مشاہدہ والا ایمان اسی شخص کا ہوتا ہے جو ایک ہی وقت میں توکّل بھی کرتا ہے اور عمل بھی کرتا ہے، گویا عمل اور توکّل دونوں کو اکٹھا رکھتا ہے۔"

(اسوہ حسنہ۔ انوار العلوم جلد 17 صفحہ 98-97)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں:

" وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تیرہ برس تک مکہ معظّمہ میں شامل حال رہا اس زمانہ کی سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہئیں یعنی خدا پر توکّل رکھنا اور جزع فزع سے کنارہ کرنا اور اپنے کام میں سُست نہ ہونا اور کسی کے رعب سے نہ ڈرنا ایسے طور پر دکھلا دئے جو کفار ایسی استقامت کو دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جب تک کسی کا پورا

بھروسہ خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اور اس طور سے دکھوں کی برداشت نہیں کرسکتا۔“
(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 447)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا پر توکّل کرتے ہوئے رعایت اسباب سے بھی کام لیا۔

اس بارے میں جیسا کہ مَیں نے کہا واقعات بیان ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث بھی ہے۔ حضرت اُبَی بن کعبؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ مدینہ تشریف لائے اور انصار نے انہیں اپنے ہاں پناہ دی تو تمام عرب ان کے مقابلے کے لیے ایک ہو گئے۔ مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ وہ ہتھیاروں کے بغیر رات نہیں گزارتے تھے اور نہ ہی صبح کرتے تھے مگر اس حال میں کہ ہتھیار ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ (المستدرک علی الصحیحین جلد 2 صفحہ 435، کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ النور حدیث 3512، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) ہر وقت سوتے جاگتے انہوں نے ہتھیار اپنے پاس رکھے تھے۔ اللہ تعالیٰ پر توکّل بھی تھا اور یہ بھی تھا کہ ہر وقت حملہ بھی ہوسکتا ہے اس لیے چاک و چوبند بھی رہنا ہے۔ اپنی حفاظت کا انتظام بھی کرنا ہے۔

اس کی تفصیل حضرت عائشہؓ سے بھی ایک روایت میں ملتی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ایک رات آپ جاگتے رہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کاش! میرے صحابہ میں سے کوئی نیک آدمی آج رات میری حفاظت کرتا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم اسی حالت میں تھے کہ اچانک ہتھیاروں کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے؟ جواب آیا کہ مَیں سعد بن ابی وقاص ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کس چیز نے یہاں آنے پر آمادہ کیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میرے دل میں آپؐ کی حفاظت کے بارے میں خیال آیا تھا تو فکر پیدا ہوا اس لیے میں آپؐ کی پہرہ داری کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ پھر آپؐ آرام سے سو گئے۔

ایک اَور روایت میں یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ ہی اسی واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ مَیں نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: سعد اور حذیفہ ہیں۔ دو شخص تھے۔ اس میں بیان ہوئے ہیں۔ آپؐ کے پہرے کے لیے آئے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ مَیں نے آپؐ کے تیز سانس کی آواز سنی۔ اسی دوران یہ آیت نازل ہوئی تھی یعنی تیز سانس تھا۔ آپؐ کی ایسی حالت اس وقت ہوتی تھی جب وحی نازل ہو رہی ہو۔ تو کہتی ہیں اسی دوران یہ آیت نازل ہوئی وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔ اور اللہ تجھے ان لوگوں سے بچائے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ سے اپنا سر باہر نکالا اور فرمایا: اے لوگو! اب واپس چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے۔
(الجامع لاحکام القرآن (تفسیر قرطبی) سورۃ المائدہ زیر آیت 68، صفحہ 1104، دار ابن حزم)

جب تک یقین نہیں تھا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیشگوئی نہیں تھی، آپؐ نے پہرہ دلوایا۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یقین دہانی کرائی گئی پھر آپؐ نے کہا تم جاؤ۔ اب اللہ تعالیٰ میری حفاظت کرے گا۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کو تبلیغی خطوط ارسال فرمائے تو شہنشاہِ فارس کسریٰ نے بڑے تکبر سے آپؐ کا خط ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جب آپؐ کو اس کا علم ہوا تو کامل توکّل کے نتیجہ میں فرمایا: خدا خود ان لوگوں کو پارہ پارہ کرے۔

کسریٰ نے یمن کے گورنر کے ذریعہ آپؐ کو گرفتار کرنے کے لیے دو سپاہیوں کو خط دے کر پہلے سے ہی بھجوا رکھا تھا۔ آپؐ نے خط کا مضمون سنا جس میں لکھا تھا کہ فی الفور اپنے آپ کو ان لوگوں کے سپرد کر دیں۔ اس خطرناک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی گھبراہٹ کا اظہار کیے بغیر ایلچیوں سے فرمایا کہ آج رات یہاں ٹھہرو۔ کل تمہیں جواب دوں گا۔ پھر اگلی صبح آپؐ نے ان نمائندوں کو فرمایا تم واپس چلے جاؤ اور اپنے آقا یعنی والیٔ یمن سے جاکر کہہ دو۔ یمن کے والی کے ذریعے سے بادشاہ نے پیغام بھیجا تھا۔ ان سے جا کے کہہ دو کہ میرے ربّ نے آج رات تیرے ربّ یعنی کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔ وہ لوگ یہ بات سن کر ہکا بکا رہ گئے اور واپس چلے گئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اسی رات خسرو پرویز کو اس کے بیٹے شیرَوَیہ سائرس (Siroes) نے قتل کر دیا تھا۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیین ﷺ صفحہ 816-815)

یہ عظیم الشان واقعہ اللہ تعالیٰ کی معجزانہ حفاظت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثال توکّل کا مظہر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کامل توکّل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اذن سے غزوات میں جاتے تھے تو نکلتے وقت دعا بھی کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں حضرت انسؓ نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ کے لیے نکلتے تو فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَاَنْتَ نَصِیْرِیْ وَبِکَ اُقَاتِلُ۔

کہ اے اللہ! تُو میرا بازو ہے اور تُو میرا مددگار ہے اور مَیں تیرے ذریعہ لڑائی کرتا ہوں۔
(سنن الترمذی، ابواب الدعوات، باب فی الدعاء اذا غزا، حدیث: 3584)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”انسان کو مشکلات کے وقت اگرچہ اضطراب تو ہوتا ہے مگر چاہئے کہ توکّل کو کبھی ہاتھ سے نہ دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بدر کے موقع پر سخت اضطراب ہوا تھا۔ چنانچہ عرض کرتے تھے کہ یَا رَبِّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا۔“ کہ اے میرے ربّ! اگر تُو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر زمین میں تیری عبادت کبھی نہیں کی جائے گی۔

”مگر آپؐ کا اضطراب فقط بشری تقاضا سے تھا کیونکہ دوسری طرف توکّل کو آپ نے ہرگز ہاتھ سے نہیں جانے دیا تھا۔ آسمان کی طرف نظر تھی اور یقین تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ یاس“ مایوسی یا ناامیدی ” کو قریب نہیں آنے دیا تھا۔ ایسے اضطرابوں کا آنا تو انسانی اخلاق اور مدارج کی تکمیل کے واسطے ضروری ہے مگر انسان کو چاہئے کہ یاس کو پاس نہ آنے دے کیونکہ یاس“ یعنی مایوسی اور ناامیدی ”تو کفار کی صفت ہے۔ انسان کو طرح طرح کے خیالات اضطراب کا وسوسہ ڈالتے ہیں مگر ایمان ان وساوس کو دور کر دیتا ہے۔ بشریت اضطراب خریدتی ہے اور ایمان اس کو دفع کرتا ہے۔“
(ملفوظات جلد 4 صفحہ 272-271 ایڈیشن 2022ء)

پھر

اللہ تعالیٰ پر توکّل کا یہ مشہور واقعہ ہے جو آپؐ کو اکیلے پاکر ایک دشمن نے آپؐ پر تلوار سونت لی۔ لیکن آپؐ نے بغیر کسی گھبراہٹ کے فرمایا: اللہ تعالیٰ مجھے تم سے بچائے گا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ ذات الرقاع حدیث 4135، مترجم جلد 8 صفحہ 294-293)

اس واقعہ کو حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اپنے طرز میں بیان فرماتے ہوئے بیان کیا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ پر توکّل کا یہ حال تھا کہ جب ایک شخص نے اکیلا پاکر آپ پر تلوار اٹھائی اور آپ سے پوچھا اب کون ہے جو آپ کو مجھ سے بچا سکتا ہے؟ اس وقت باوجود اس کے کہ آپ بے ہتھیار تھے اور بوجہ لیٹے ہوئے ہونے کے حرکت بھی نہیں کر سکتے تھے آپؐ نے نہایت اطمینان اور سکون سے جواب دیا ”اللہ“۔ یہ لفظ اس یقین اور وثوق سے آپ کے منہ سے نکلا کہ اس کافر کا دل بھی آپ کے ایمان کی بلندی اور آپ کے یقین کے کامل ہونے کو تسلیم کیے بغیر نہ رہ سکا اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور وہ جو آپ کو قتل کرنے کے لئے آیا تھا آپ کے سامنے مجرموں کی طرح کھڑا ہو گیا۔“
(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 386)

جنگِ احزاب میں مسلمانوں پر انتہائی تنگی کے دن تھے۔ مدینے میں رہ کر ہی دشمن کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ ہوا تھا اور یہ کسی خوف یا اللہ تعالیٰ پر توکّل کی کمی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ جنگی حکمت عملی کے تحت تھا اور مدینے کے ارد گرد ایک خندق کھودی گئی تھی کہ دشمن کے فوری طور پر یکدم حملہ کرنے سے اس خندق کی وجہ سے محفوظ رہا جا سکے۔ مسلمانوں کی ایسی حالت تھی کہ اکثر ان میں سے غریب تھے۔ اکثر روز کی روٹی کمایا کرتے تھے تو باوجود اس تنگی کے سب نے اکٹھے ہو کر اس خندق کی کھدائی میں حصہ لیا تا کہ ان حملوں سے محفوظ رہا جا سکے اور جو روز کام نہیں کر سکتے تھے وہ پھر بھوکے رہتے تھے اور تمام عرب کے بہت سارے قبائل اس وقت اکٹھے ہو کر حملہ آور ہوئے تھے مختلف روایتوں میں ان کی تعداد مختلف بتائی جاتی ہے۔ بہرحال کم سے کم تعداد دس ہزار بتائی جاتی ہے، کہیں پندرہ ہزار ہے، کہیں چوبیس ہزار ہے۔ ویسے تو دس ہزار کی تعداد بھی مدینہ کی آبادی کے لحاظ سے حملہ آوروں کی بہت بڑی تعداد تھی۔ اس چھوٹے سے شہر کے لحاظ سے تو یہ بہت بڑی فوج تھی۔
(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین ﷺ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے صفحہ 574)

بہرحال مسلمان اپنی تنگی کے حالات اور غربت کے حالات کے باوجود اس مقابلہ کے لیے اور تھوڑی تعداد میں ہونے کے باوجود اتنی بڑی فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے تھے اور یہ حکمت عملی تھی کہ تھوڑی تعداد ہے اس لیے شہر کے اندر رہ کر مقابلہ کیا جائے۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے آگاہ بھی کیا ہوا تھا۔ مسلمانوں کے ایمان میں مضبوطی بھی آ چکی تھی اور

کثرت کو دیکھ کر مسلمان پریشان نہیں ہوئے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توکّل نے تو مسلمانوں کو اس وقت توکّل میں اَور بھی بڑھا دیا تھا اور مخالفین ومنافقین کی باتیں سننے کے باوجود ان کے حوصلے پست نہیں ہوئے تھے۔

پھر دیکھیں ثابت قدمی اور توکّل کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے بھی کیسا انتظام کیا کہ آندھی اور طوفان نے کفار کو خوفزدہ کر دیا اور وہ بھاگ گئے اور بھاگے بھی ایسی افراتفری میں کہ بہت سارا اپنا سامان خوراک اور دوسرا سامان چھوڑ کر چلے گئے جو مسلمانوں کے کام آیا۔ تو یہ تھا اللہ تعالیٰ پر توکّل کا نتیجہ۔

جنگِ احزاب میں ہی تھوڑا سا کھانا ایک لشکر کو پورا ہونے کا واقعہ بھی ملتا ہے۔ وہ جہاں معجزہ ہے وہاں اللہ تعالیٰ پر توکّل کی ایک عظیم مثال بھی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ نے بیان کیا کہ ہم خندق کے دن یعنی جنگ احزاب والے دن زمین کھود رہے تھے کہ ایک سخت پتھر سامنے آ گیا۔ پس وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ خندق میں ایک پتھر آ گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: مَیں اترتا ہوں یعنی مَیں آتا ہوں اس کو توڑنے کے لیے۔ آپؐ

کھڑے ہو گئے اور آپؐ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ خالی پیٹ ہونے کی وجہ سے اس زمانے میں پتھر باندھا کرتے تھے سہارا دینے کے لیے اور تین دن سے ہم نے کچھ بھی نہیں چکھا تھا۔ اتنا فاقہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال لی اور اس سے اس پتھر پر ضربیں لگائیں تو بھر بھرا یا کہ پھسلتی ہوئی ریت کا ڈھیر ہو گیا۔ مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی حالت دیکھ کے کہا: یا رسول اللہؐ! مجھے گھر تک جانے کی اجازت دیجیے۔ مَیں نے جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بات محسوس کی ہے جس پر صبر نہیں ہو سکتا۔ یعنی مَیں نے دیکھا ہے فاقے کی وجہ سے آپؐ نے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں۔ کیا تمہارے پاس کچھ خوراک ہے؟ کہنے لگی کچھ جَو اور بکری کا چھوٹا بچہ ہے۔ چنانچہ مَیں نے اس بچے کو ذبح کیا اور اس نے جَو پِیسے اور ہم نے پتھر کی ہانڈی میں گوشت ڈال دیا اور پھر مَیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آٹا اس وقت تک گوندھا جا چکا تھا اور خمیر ہو چکا تھا اور ہانڈی چولہے پر پکنے کے قریب تھی۔ مَیں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس کچھ کھانا ہے۔ یا رسول اللہؐ! آپ اٹھیں اور ایک یا دو آدمی ساتھ لے لیں تا کہ کھانا کھا لیں۔ آپؐ نے پوچھا کھانا کتنا ہے؟ مَیں نے آپؐ سے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت ہے۔ ایک بکری کے بچہ کا گوشت ہے اور تھوڑے سے جَو ہیں کوئی فرق نہیں بہت کھانا ہے۔ بہت ہے اور اچھا ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اپنی بیوی سے کہو ہانڈی نہ اتارے اور نہ روٹی تنور سے نکالے جب تک کہ مَیں نہ آ جاؤں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے کہا: اٹھو! چنانچہ مہاجرین اور انصار کھڑے ہو گئے۔ جب حضرت جابرؓ اپنی بیوی کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ تمہارا بھلا ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار اور جو اُن کے ساتھ ہیں سب کو لے کر آ گئے ہیں۔ ان کی بیوی نے کہا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کچھ پوچھا تھا؟ مَیں نے کہا: ہاں! پوچھا تھا۔ اور ساری تفصیل بتا دی کہ آپؐ نے کہا تھا کتنا کھانا ہے؟ اور مَیں نے بتایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر صحابہؓ کو اپنے ساتھ لیا اور فرمایا: اندر چلو اور کشمکش نہ کرو یعنی تیزی دکھانے کی ضرورت نہیں۔ آرام سے گھر کے اندر جا کے بیٹھ جاؤ۔ آپؐ روٹیوں کے ٹکڑے کر کے ان پر گوشت ڈال کر صحابہؓ کو دینے لگے۔ کپڑے سے ڈھانکی ہوئی روٹی تھی اس کا ٹکڑا کرتے تھے اور نکال کے تھوڑا سا سالن ڈالتے تھے اور صحابہؓ کو دے دیتے تھے اور جب ہانڈی اور تنور سے کچھ لیتے تو اسے ڈھانپ دیتے۔ اس طرح کرتے رہے یہاں تک کہ صحابہؓ سیر ہو گئے۔ سب کے پیٹ بھر گئے اور کچھ کھانا بچ بھی رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابرؓ کی بیوی سے فرمایا: لو اب یہ کھا لو اور ہدیہ بھیجو کیونکہ لوگ بہت بھوکے ہیں۔ (صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق وھی الاحزاب حدیث نمبر 4101 مترجم جلد 8 صفحہ 241-240) تو یہ توکّل بھی تھا اور ساتھ اس میں برکت کی دعا بھی تھی کہ برکت بھی پڑ گئی۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے ایک شخص نے حضرت بَرَاء بن عَازِب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: کیا تم حُنین کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں! مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان نہیں چھوڑا تھا۔ ہوازِن تیر انداز لوگ تھے اور جب ہماری ان سے مڈھ بھیڑ ہوئی تو ہم نے ان پر حملہ کیا اور وہ شکست کھا گئے اور مسلمان مالِ غنیمت سمیٹنے لگ گئے لیکن انہوں نے سامنے سے تیر برسانے شروع کر دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے نہیں ہٹے۔ مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ اپنی سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ شعر پڑھ رہے تھے:

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ

اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب

مَیں موعود نبی ہوں اور اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔ مَیں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب الجهاد والسیر باب من قاد دابة غیرہ فی الحرب حدیث نمبر 2864 مترجم جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 226)

اس واقعے کا ذکر حضرت مصلح موعودؓ نے بھی کیا ہے اور ذرا تفصیل بیان کی ہے کہ ”آپ کا یہ فرمانا کہ مَیں عبد المطلب کا بیٹا ہوں اس کا یہ مطلب تھا کہ اس وقت دشمن کا حملہ اس قدر شدید ہے کہ دشمن کے چار ہزار تیر انداز تیروں کی بارش برسا رہے ہیں۔ اس حالت میں میرا آگے بڑھنا انسانیت کی شان سے بہت بلند اور بالا نظر آتا ہے“ مجھے کوئی خوف نہیں ہے۔ اس لیے آپؐ نے یہ شعر پڑھا تھا کہ ”اس سے کوئی دھوکا نہ کھائے اور یہ نہ سمجھے کہ مجھ میں خدائی طاقتیں ہیں۔ مَیں تو عبد المطلب کا بیٹا ہی ہوں اور ایک بشر ہوں۔ صرف اللہ تعالیٰ کی مدد میرے نبی ہونے کی وجہ سے میرے ساتھ ہے۔“

(خوف اور امید کا درمیانی رستہ۔ انوار العلوم جلد 19 صفحہ 47)

اللہ تعالیٰ پر توکّل کی یہ شان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کامیابیوں کا وعدہ کیا ہے تو ان تیروں کی بارش میں بھی وہ مجھے کامیاب فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ پر توکّل اور اس کے وعدوں پر یقین کی ایک اَور مثال یوں ملتی ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ اب یہ

شروع کے واقعات دیکھ لیں اور آخر سے دیکھ لیں تو ایک ہی جیسے توکّل کی مثالیں ہمیں نظر آتی ہیں۔

اب وہ واقعہ حنین کا ہے تو یہ پہلی جنگ کا جنگ بدر کا واقعہ ہے کہ مدینہ میں حبیب بن یَسَاف نامی ایک نہایت طاقتور اور بہادر شخص تھا۔ اس وقت مسلمانوں کی بہت کمزور حالت تھی۔ یہ شخص قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتا تھا اور غزوۂ بدر کے موقع تک مسلمان نہیں ہوا تھا مگر یہ بھی اپنی قوم خزرج کے ساتھ جنگ کے لیے روانہ ہوا اور جنگ جیتنے کی صورت میں اس کو مال غنیمت ملنے کی بھی امید تھی۔ مسلمانوں کو اس سے بہت خوشی ہوئی کہ یہ بھی ان کے ساتھ جنگ میں شریک ہو رہا ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ہمارے ساتھ صرف وہی جنگ میں جائے گا جو ہمارے دین پر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ تم واپس جاؤ ہم مشرک کی مدد نہیں لینا چاہتے۔ حبیب بن یساف دوسری مرتبہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ بھی اسے واپس بھیج دیا۔ آخر تیسری مرتبہ جب وہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: کیا تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں اور اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اور نہایت بہادری کے ساتھ جنگ لڑی۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 2 صفحہ 204 دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

پس **آپؐ نے ان نامساعد حالات کے باوجود اور انتہائی ضرورت کے باوجود اس شخص کی کفر کی حالت میں مدد نہیں لی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور ان وعدوں پر یقین اور توکّل کے خلاف بات ہے کہ مَیں کسی غیر سے مدد لوں۔**

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں: ”آج کل کے عقلمندوں کے نزدیک تو کسی کو اپنا دشمن بنانا غلطی ہے۔ لیکن سچ پوچھو تو یہ بھی حقانیت کی ایک دلیل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک سے بھی نہ رکھی“ یعنی ہر ایک جو تھا وہ ان کا دشمن ہو گیا۔ ”سب سے بگاڑ لی۔“ حق بات کہہ کے کیونکہ حق سننا کوئی چاہتا نہیں تھا اس لیے لوگوں سے بگاڑ پیدا ہونا ہی تھا۔ ”ان لوگوں کے نزدیک تو نعوذ باللہ آپؐ نے غلطی کی حالانکہ محض خدا کے لیے سب سے بگاڑ لینا آپ کی صداقت کا بیّن ثبوت ہے کہ جس سے آپ کی قوّتِ ایمانی کا حال معلوم ہوتا ہے۔ ایک طرف...“ آپؑ مسیحؑ کی مثال دے کر کہتے ہیں ”دیکھو کہ اس کی تعلیم سے جو کہ انجیلوں میں پائی جاتی ہے“ اعتراض لوگ کرتے ہیں مسیحؑ پہ اعتراض کیا تو آپؑ فرماتے ہیں کہ انجیلوں میں تعلیم ہے اس کے مطابق بتا رہا ہوں میں۔ ”معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مشرب کسی کو ناراض کرنے کا ہرگز نہ تھا۔ یہودیوں کو سنایا گیا کہ مَیں توریت کا ایک شوشہ تک زیر و زبر کرنے نہیں آیا۔... برخلاف اس کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دیکھا جاوے تو کوئی بھی فرقہ اور مذہب روئے زمین پر ایسا نظر نہ آوے گا جس کو آپ نے دعوت نہ کی ہو اور جس کی غلطی نہ نکالی ہو (اور پھر ہر ایک کے مقابلہ پر اپنے مظفر و منصور ہونے کا دعویٰ بھی کیا)“

غلطی نہیں نکالی، مقابلہ نہیں کیا بلکہ دعویٰ کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ پر یقین اور توکّل ہے اور انشاء اللہ میری کامیابیاں ہیں کیونکہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ فرماتے ہیں کہ

”بھلا بتلاؤ کہ جب تک خدا پر پورا بھروسہ اور یقین نہ ہو کب کوئی اس طرح سے کر سکتا ہے؟“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 39، ایڈیشن 2022ء)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

☆☆☆☆☆☆

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل ۹/اکتوبر ۲۰۲۶ء، صفحہ ۲تا۸)

قارئین کرام ضرور متوجہ ہوں!

اعانت اخبار بدر

اخبار بدر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ اخبار خالصةً مامور زمانہ، آنحضرت ﷺ کے غلام صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت کفالت میں پروان چڑھا۔ ابتداء سے آج تک پہلے نبوت اور بعد میں خلافت علی منہاج نبوت کے زیر سایہ یہ اخبار تبلیغی و تربیتی فرائض سرانجام دیتا چلا آ رہا ہے۔ کئی سعید روحیں اس اخبار کے ذریعہ حلقہ بگوش احمدیت ہوئیں۔ اس اخبار کے ذریعہ خلفاء احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں احمدی گھرانوں کی تربیت ہو رہی ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ ہوتی چلی جائے گی۔

اخبار کی تیاری، اشاعت، پیکنگ و ترسیل میں کثیر اخراجات ہوتے ہیں۔ محض معمولی بدل اشتراک سے ان اخراجات کا پورا کرنا ممکن نہیں۔ اسکے لئے معاونین خاص کی اشد ضرورت ہے جو مامور زمانہؑ کے اس اخبار کے اخراجات کو برداشت کرنے والے ہوں۔ اس اخبار کی اعانت کرنے والوں کو اللہ کبھی ضائع نہیں ہونے دیگا کیوں کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ اِنِّیْ مُعِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَكَ (یعنی میں اس کی مدد کرونگا جو تیری مدد کریں گے) معاونین کے تمام معاملات کا اللہ خود محافظ ہو جائے گا اور اپنے وعدہ کے مطابق ان کے کاروبار، ملازمت، باغ، فصل اور مال میں کئی گنا اضافہ کرے گا۔ انشاء اللہ

کسی بھی قسم کی راہنمائی کیلئے دفتر منیجر ہفت روزہ اخبار بدر سے رابطہ کریں۔

رابطہ نمبر 9815639670

خطاب اجتماع لجنہ اماء اللہ یو کے بقیہ صفحہ نمبر 2:)

اس زمانے میں لوگ پیسہ کمانے اور دنیاوی مقام حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن بھول جاتے ہیں کہ یہ دنیاوی چیزیں ہیں یہ اُخروی زندگی میں کام نہیں آئیں گی بلکہ تقویٰ اور اچھائیاں ہی اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گی۔ اس لیے انسان اچھا بننے کی کوشش کرے لیکن کمزوری پھر بھی رہ جاتی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ نیکی کے ساتھ ساتھ استغفار بھی کرتے رہیں۔ اپنی غلطیوں پر مغفرت طلب کریں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے استغفار ہے۔ یہ انسان کو اچھائی اور عاجزی کی طرف لے کر جاتا ہے۔ استغفار اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کی مخلوق کی حقوق ادا کرنے کی طرف تلقین کرنے والا ہے۔ اس لیے انسان اپنی روحانی حالتوں کو بہتر کرے اور کوشش کے ساتھ استغفار کرتا رہے اور ماضی کی لغزشوں پر شرمندہ ہو۔ معمولی بات پر بھی اللہ تعالیٰ کا خوف رکھے اور اللہ تعالیٰ کی قرآن کریم میں مذکور مناہی سے بچنے کی کوشش کرتا رہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ

قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کریں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ قران کریم میں ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے۔

قرآن کریم میں صدقہ دینے کا بھی حکم ہے۔ جو لوگ مشکل میں ہیں ان کے ساتھ رحم دلی اور محبت کا سلوک کرنا ہمارا فرض ہے۔ یہ نہ ہو کہ کسی کو ہم سے نقصان ہو۔ اپنے قریبی تعلقات اور اپنے رحمی تعلقات سے محبت اور احسان کا سلوک کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ سسرالی مسائل کے حوالے سے ایسے کئی معاملات آتے ہیں۔ آپس میں لڑائیاں جھگڑے ہوتے ہیں اور غلطی دونوں طرف کی ہوتی ہے۔ ان خاندانی جھگڑوں میں بنیادی وجہ میاں بیوی دونوں میں قوّت برداشت کا نہ ہونا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظرانداز کرنے کی بجائے جھگڑا کرتے ہیں جس کے پھر نقصانات ہوتے ہیں اور گھر ٹوٹ جاتے ہیں۔ بہت سارے ایسے معاملات سامنے آتے ہیں اور اس قسم کے کیس دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں جہاں میاں بیوی یہ خود فیصلہ کرتے ہیں اور کئی سال کے ساتھ کے بعد بھی طلاق کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

مرد اپنے حقوق ادا نہیں کرتے اور عورتیں بھی اپنے حقوق ادا نہیں کرتیں اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بچے جو معصوم ہوتے ہیں اور ان پر اثر پڑتا ہے۔ اس لیے عورت کا فرض ہے کہ اپنے گھر کی اِکائی کی حفاظت کرے۔

حضور انور نے فرمایا کہ عورتیں نہ صرف اپنے آپ پر ظلم کر رہی ہوتی ہیں بلکہ اپنے گھر پر بھی ظلم کر رہی ہوتی ہیں۔ کئی ایسے واقعات سامنے آتے ہیں جہاں حالات اتنے خراب ہو چکے ہوتے ہیں کہ شدید ناانصافی ہوئی ہوتی ہے اور نتیجۃً خلع یا طلاق کے علاوہ کوئی اَور صورت باقی نہیں رہتی۔

صرف عدم برداشت کی وجہ سے رشتے ختم ہو رہے ہیں۔ نیکی کی کمی اور تقویٰ کی کمی ہے۔ خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کی بجائے خود ہی فیصلہ کر کے رشتے توڑ دیتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مجھ سے اکثر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ ہم کیسے معلوم کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول کی ہے؟ مَیں جواباً کہتا ہوں کہ اگر ماضی کی تمام غلطیوں سے رک کر آئندہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیّت دل میں بیٹھ گیا ہے اور توبہ میں اخلاص ہے تو سمجھ لیں کہ توبہ قبول ہوگئی ہے۔ اس لیے ہر روز اپنا محاسبہ کریں اور اس بات کا احاطہ کریں کہ آپ اس دن کون کون سی نیکیاں اور اعمالِ صالحہ بجالائے ہیں، کن کن برائیوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا ہے اور بداخلاقیوں اور گناہ کے راستوں سے اپنے آپ کو روکا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک مومن دعویٰ تو کرسکتا ہے کہ اس کا ایمان مضبوط ہے لیکن اصل ایمان کا امتحان عمل سے ہوتا ہے۔ صراط مستقیم کے لیے ضروری ہے کہ انسان سچائی پر قائم رہے اور اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو شرک کے ساتھ جوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوۡ عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ اَوِ الۡوَالِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ۔ یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! سچائی پر قائم ہو جاؤ بے شک اپنے یا والدین یا رشتہ داروں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے۔

حضور انور نے فرمایا کہ سچائی اختیار کرنا ضروری ہے اور یہ اسلام کی خوبصورت تعلیم ہے اور اس بات کا تو مَیں پیس سمپوزیم میں ذکر کرتا ہوں اور جماعت احمدیہ اس بات کو بیان کرتی ہے کہ جماعت من حیث الجماعت انصاف پر قائم ہے۔ لیکن انفرادی طور پر ایسے واقعات موجود ہیں کہ لوگ انصاف پر قائم نہیں ہوتے اور ان کے اعمال ان کے اقوال سے مطابقت نہیں رکھتے۔ دراصل وہ اپنی ذات کو ہی دھوکہ دے رہے ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خلاف تو کوئی کر نہیں کرسکتا۔ اپنے ذاتی مفادات کو ایک طرف کرتے ہوئے تمہاری تمام توجہ انصاف کی طرف مرکوز ہونی چاہیے۔ اس زمانے میں جو شدید خونی جنگیں ہو رہی ہیں اور انسانی مفادات کو ایک طرف رکھا جا رہا ہے اس کا سبب یہی ہے کہ سچائی مفقود ہوگئی ہے۔ سچائی کو چھپانے کے لیے، اپنے ذاتی مفادات کو حاصل کرنے کے لیے قوّت اور طاقت کا استعمال کیا جا رہا ہے لیکن قرآن کریم کا تقاضا یہ ہے کہ ہر طرف صدق اور راست گوئی رائج ہو تا کہ تعلقات میں بہتری لائی جاسکے۔

حضور انور نے فرمایا کہ عائلی مسائل میں بہتری لانی چاہیے۔ آپس کے تنازعات اور جھگڑوں کو چھوڑ کر جنت کو تلاش کریں۔ اپنے گھروں میں تنازعات کو سچائی اور عاجزی کے ساتھ حل کریں۔

قضاء بورڈ میں ایسے کئی کیس آ رہے ہیں کہ دونوں فریقین نے اپنے معاملے میں سچائی سے کام نہیں لیا جبکہ ہمارا دین سچائی اور انصاف کی تعلیم دیتا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث بناتا ہے۔ آج کل طلاقوں کے کیس بڑھ رہے ہیں جو میرے لیے پریشانی کا موجب ہیں اور کئی معاملات میں وجہ برداشت اور صبر کا نہ ہونا ہے۔ اگر ایک فریق سخت بات کرے تو دوسرا فریق اس سے بڑھ کر جواب دیتا ہے جس سے غصہ اور جوش پیدا ہو کر آپس میں معاملات کو بہتر کرنے کا راستہ ہی نہیں نکلتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ چاہیے کہ اپنے خاندان کی اِکائی کو مضبوط رکھیں تا کہ آپ کے بچوں کا مستقبل محفوظ ہو۔ یاد رکھیں کہ کوئی شخص بھی کامل نہیں ہے۔ اس لیے ایک دوسرے کی کمزوریوں کو نظرانداز کریں اور اچھائیوں پر نظر رکھیں۔ اگر ایسا کریں گے تو ایسا امن قائم ہوگا جو تعلقات کی بہتری کی طرف لے جائے گا۔ ایسے معاملات بھی آتے ہیں کہ شادی کے فوراً بعد مرد جھوٹ بولتا ہے۔ اس نے شادی اس لیے کی کہ اس پر خاندان کا دباؤ تھا۔ اس میں اس معصوم لڑکی کی کوئی غلطی نہیں ہوتی۔ اس کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ میں خود بھی اور نظام جماعت بھی ایسی بچیوں کے لیے ہمدردی کے جذبات رکھتے ہیں۔ اس لیے کوئی بھی رشتہ طے کرنے سے پہلے والدین اور بچوں کو بہت اخلاص کے ساتھ دعا کرنی چاہیے۔ انسان غیب کا علم نہیں رکھتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ خلوص سے دعا کریں۔

مَیں چھوٹی بچیوں اور لجنہ سے کہتا ہوں کہ ہمیشہ سچائی پر قائم رہیں۔ غلط بیانی کی وجہ سے کئی عائلی معاملات سامنے آتے ہیں جیسے حق مہر کے سلسلے میں شکایات آتی ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ حق مہر کی بڑی رقم مقرر کر دی جاتی ہے جہاں فریقین کی نیت صاف نہیں ہوتی۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ خاوند کو اس کے ذریعے قابو میں رکھا جائے۔ یہاں دونوں فریقین کی غلطی ہے۔ اسلام دونوں فریقین کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔ اس لیے ان معاملات کو پہلے ہی طے کر لینا چاہیے اور ایمانداری کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیے اور سچائی اور راستی بنیاد ہونی چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک اَور اہم بات یہ ہے کہ قرآن کریم تعلیم دیتا ہے: وَاِذَا مَرُّوۡا بِاللَّغۡوِ مَرُّوۡا کِرَامًا۔ یعنی جب وہ کسی لغویات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزرتے ہیں۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ ایک احمدی اور مومن کی یہی شان ہے کہ جب وہ کسی برائی کو دیکھتا ہے تو بڑے وقار سے اس کے پاس سے گزر جاتا ہے، اس میں شامل نہیں ہوتا۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں پہلے تنبیہ کر چکا ہوں کہ سوشل میڈیا، انٹرنیٹ، ٹی وی اور میڈیا کی دیگر اقسام پر بھی بے حیائی کے پروگرام آتے ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ ان گناہوں پر مبنی باتوں سے رکیں اور اس بات کا ارادہ کریں کہ آپ نے اپنے گھروں کو اس سے بچانا ہے اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے اپنے گھروں کو ایک بہترین تربیت گاہ بنانا ہے۔ ایک عورت جب برائیوں سے اپنے آپ کو روکتی ہے تو اپنے خاوند اور بچوں کی بھی اس سے حفاظت میں کردار ادا کر رہی ہوگی۔ جو گناہ کی طرف مائل کرنے والا مواد آن لائن ملتا ہے، انسان کی ذاتی زندگی پر اور اس کے خاندان اور معاشرے پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ اس زمانے میں بڑے ممالک پر بھی ان کا اثر ہے کہ ان کی نسلیں تباہ ہو رہی ہیں۔ اس کی وجہ سے کئی قوموں کی ترقی کی رفتار آہستہ ہوگئی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ تباہی سے اپنے آپ کو بچائے اور ان قوموں کو بھی ان برائیوں سے بچائے۔ ہم زبردستی تو نہیں کر سکتے لیکن اپنے آپ پر تو قابو کر سکتے ہیں۔ اپنے آپ کو ہر قسم کی برائی سے بچائیں اور دوسروں کے لیے نمونہ بنیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہمارا تعلق اللہ تعالیٰ سے مضبوط ہو تبھی ہم ان باتوں پر عمل کر سکتے ہیں اور اسلام کی تعلیمات دنیا پر آشکار کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یاد رکھیں کہ ہم نے احمدیت اس لیے قبول نہیں کی کہ ہمیں کوئی دنیاوی فائدہ پہنچے۔ پاکستان اور کئی ممالک میں جماعت پر ایک لمبے عرصے سے ظلم روا ہے لیکن جماعت بڑی ثابت قدمی اور ایمانی جوش کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر قائم ہے۔

مغرب میں آپ کو مذہبی آزادی حاصل ہے لیکن جس طرح حالات بدل رہے ہیں ممکن ہے کہ یہاں بھی آئندہ مسلمانوں پر زندگی تنگ کر دی جائے لیکن فی زمانہ دنیا کے اَور حصوں میں احمدی صرف اس لیے ظلم برداشت کر رہے ہیں کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ مشکل کے بعد ضرور ان کے لیے آسانی لائے گا اور ان کی قربانیوں کو ضائع نہیں کرے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی افراد جماعت سے توقعات کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کیے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔

ہمارے عہدوں کے متعلق آپؑ نے فرمایا کہ اب جو تم میرے ساتھ میری بیعت میں داخل ہو، یاد رکھو کہ تم نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے، یاد رکھو کہ تمہارا عہد اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اب اس عہد پر قائم رہنا ہے اور ہر عمل سے جہاں گناہ کا شائبہ بھی ہو اس سے رکنا ہے۔ اس کے لیے اخلاص کی ضرورت ہے ظاہری دعووں کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے اپنے عمل سے ثابت کرنا ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے ہیں۔ آپ نے محاسبہ کرنا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق، قرآن کریم کے احکامات پر کس حد تک عمل کر رہے ہیں، کس حد تک جماعت کے ساتھ وفادار ہیں، کس حد تک آپ کے عمل تقویٰ پر مبنی ہیں، آپ کس حد تک دوسروں کے ساتھ شفقت کا سلوک کر رہے ہیں، اپنی اولاد کی تربیت میں کیا حق ادا کر رہے ہیں، اگر ان میں سے کسی بات میں وہ معیار حاصل نہیں کر رہے تو پہلے اپنی حالت بہتر کرنے کی طرف توجہ کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور رحم آپ پر پڑے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان الفاظ کے ساتھ مَیں دعا کرتا ہوں کہ آپ سب کو توفیق حاصل ہو کہ آپ کے روحانی اور اخلاقی معیار بلند ہو جائیں اور آپ ایسی زندگی گزارنے والی ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی حقیقی باندیاں ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے لجنہ اماء اللہ پر اپنا فضل فرماتا چلا جائے۔ (آمین)

☆...☆...☆

سیرت النبی ﷺ

از تحریرات وفرمودات (سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(تحقیق وترتیب: مکرم آصف احمد خان صاحب)

(قسط نمبر:23) (حصہ سوم)

ابوطالب کے پاس قریش کے وفود:

آغازِ تبلیغ کے بعد جب مکہ میں اسلام کا چرچا ہونے لگا اور لوگ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کو قبول کرنے لگے تب قریش کے سرداروں میں بے چینی پیدا ہونی شروع ہوئی اور انہوں نے ہر تدبیر بروئے کار لا کر اسلام کی تعلیم کو پھیلنے سے روکنے کی کوشش شروع کر دی۔ کتب تاریخ وسیرت میں تاریخ کے اس دور میں قریش کے چند وفود کا ذکر ملتا ہے جو ابوطالب کے پاس آئے تا کہ آنحضور ﷺ کو سمجھا بجھا کر اور بڑے بڑے دنیوی لالچ دے کر تبلیغ سے روکا جائے۔ ان وفود کی ابوطالب کے ساتھ اور آنحضور ﷺ کے ساتھ گفتگو نہایت دلچسپ ہے اور سیرت النبی ﷺ کے عظیم پہلوؤں کو اجاگر کرتی ہے۔ حضورؑ نے اپنی تحریرات میں ان میں سے بعض کا ذکر فرما کر سیرت کے نہایت زریں گوشوں کو دکھلایا ہے۔ بلکہ ان میں سے ایک واقعہ کا تو الہامی الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔ جو ذیل میں درج ہے۔ فرمایا:

"جب یہ آیتیں اتریں کہ مشرکین رجس ہیں پلید ہیں شرّ البریہ ہیں سفہاء ہیں اور ذرّیتِ شیطان ہیں اور ان کے معبود وقود النّار اور حصب جہنم ہیں تو ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر کہا کہ اے میرے بھتیجے اب تیری دشنام دہی سے قوم سخت مشتعل ہو گئی ہے اور قریب ہے کہ تجھ کو ہلاک کریں اور ساتھ ہی مجھ کو بھی۔ تو نے ان کے عقلمندوں کو سفیہ قرار دیا اور ان کے بزرگوں کو شرّ البریہ کہا اور ان کے قابلِ تعظیم معبودوں کا نام ہیزمِ جہنم اور وقود النّار رکھا اور عام طور پر ان سب کو رجس اور ذرّیتِ شیطان اور پلید ٹھہرایا۔ میں تجھے خیر خواہی کی راہ سے کہتا ہوں کہ اپنی زبان کو تھام اور دشنام دہی سے باز آجا ورنہ میں قوم کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں کہا کہ اے چچا یہ دشنام دہی نہیں ہے بلکہ اظہارِ واقعہ اور نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے اور یہی تو کام ہے جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں اگر اس سے مجھے مرنا درپیش ہے تو میں خوشی سے اپنے لئے اس موت کو قبول کرتا ہوں میری زندگی اسی راہ میں وقف ہے میں موت کے ڈر سے اظہارِ حق سے رک نہیں سکتا اور اے چچا اگر تجھے اپنی کمزوری اور اپنی تکلیف کا خیال ہے تو تو مجھے پناہ میں رکھنے سے دست بردار ہو جا۔ بخدا مجھے تیری کچھ بھی حاجت نہیں میں احکام الٰہی کے پہنچانے سے کبھی نہیں رکوں گا مجھے اپنے مولیٰ کے احکام جان سے زیادہ عزیز ہیں بخدا اگر میں اس راہ میں مارا جاؤں تو چاہتا ہوں کہ پھر بار بار زندہ ہو کر ہمیشہ اسی راہ میں مرتا رہوں۔ یہ خوف کی جگہ نہیں بلکہ مجھے اس میں بے انتہا لذت ہے کہ اس کی راہ میں دکھ اٹھاؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر کر رہے تھے اور چہرہ پر سچائی اور نورانیت سے بھری ہوئی رقت نمایاں ہو رہی تھی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر ختم کر چکے تو حق کی روشنی دیکھ کر بے اختیار ابو طالب کے آنسو جاری ہو گئے اور کہا کہ میں تیری اس اعلیٰ حالت سے بے خبر تھا تو اور ہی رنگ میں اور اَور ہی شان میں ہے جا اپنے کام میں لگا رہ جب تک میں زندہ ہوں جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3 صفحہ 110-111)

نوٹ: مذکورہ بالا تحریر کے بعد حضور نے حاشیہ میں فرمایا: یہ سب مضمون ابو طالب کے قصہ کا اگرچہ کتابوں میں درج ہے مگر یہ تمام عبارت الہامی ہے۔

قریشِ مکہ یہ جانتے تھے کہ جب تک ابو طالب کی پناہ اور حمایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اس وقت تک کوئی معاندانہ کاروائی کھل کر نہیں ہوسکتی کیونکہ ابوطالب بنی ہاشم کے رئیس تھے اور انکی مرضی کے بغیر اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانے کی کوئی کوشش کی گئی تو یہ بنو ہاشم کے ساتھ جنگ کے مترادف ہوگا۔ اس لئے انہوں نے ابوطالب کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت سے دستبردار ہونے کو کہا۔

ابوطالب کے پاس قریش کا وفد:

مذکورہ بالا جس وفد کا ذکر کیا گیا ہے یہ دراصل دوسرا وفد ہے۔ اس سے پہلے بھی قریش کے سردار اس قسم کا مطالبہ لے کر ابوطالب کے پاس آئے تھے اور ابوطالب نے انہیں تسلی وغیرہ دے کر واپس بھیج دیا تھا۔ قریش نے چند دن بعد جب دیکھا کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوا تو ابوطالب کے پاس ایک اور وفد کی صورت میں آئے جس میں ابوجہل، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، اسود بن عبد یغوث شامل تھے۔ یہ لوگ ابو طالب کے پاس آئے اور کہا کہ اب حد ہو گئی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے بتوں کی مذمت سے روکیں یا اسکی حمایت سے دستبردار ہو جائیں اور ہمیں خود نمٹنے کی اجازت دیں۔ اس دفعہ سرداران قریش کے لہجہ میں سختی زیادہ تھی جسکی وجہ سے ابو طالب کو پریشانی لاحق ہوئی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر تشریف لائے تو سارا قصہ بیان کیا اور اپنی پریشانی سے آگاہ کیا۔ ابو طالب کی پریشانی دیکھ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وہ الفاظ فرمائے جن کا ذکر حضور نے الہامی الفاظ میں فرمایا ہے۔

ایک اور وفد:

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسی دور کے ایک اور وفد کا بھی ذکر فرمایا ہے جو قریش کی کم ظرفی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ ظرفی اور اولوالعزمی پر روشنی ڈالتا ہے۔ فرمایا:

"یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ مشکلات اور روکیں صرف میری ہی راہ میں نہیں ڈالی گئیں بلکہ شروع سے سنت اللہ اسی طرح پر ہے کہ جب کوئی راستباز اور خدا تعالیٰ کا مامور ومرسل دنیا میں آتا ہے تو اس کی مخالفت کی جاتی ہے اس کی ہنسی کی جاتی ہے اسے قسم قسم کے دکھ دئے جاتے ہیں مگر آخر وہ غالب آتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمام روکوں کو خود اٹھا دیتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس قسم کے مشکلات پیش آئے ابن جریر نے ایک نہایت ہی دردناک واقعہ لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ابو جہل اور چند اور لوگ بھڑکے اور مخالفت کے واسطے اٹھے انہوں نے یہ تجویز کی کہ ابوطالب کے پاس جا کر شکایت کریں۔ چنانچہ ابوطالب کے پاس یہ لوگ گئے کہ تیرا بھتیجا ہمارے بتوں اور معبودوں کو برا کہتا ہے اس کو روکنا چاہئے چونکہ ایک بڑی جماعت یہ شکایت لے کر گئی تھی اس لئے ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا تا کہ ان کے سامنے آپ سے دریافت کریں۔ جہاں یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے یہ ایک چھوٹا دالان تھا اور ابو طالب کے پاس صرف ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ باقی تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ چچا کے پاس بیٹھ جائیں مگر ابوجہل نے یہ دیکھ کر کہ آپ یہاں آ کر بیٹھیں گے شرارت کی اور اپنی جگہ سے کود کر وہاں جا بیٹھا تا کہ جگہ نہ رہے اور سب نے مل کر ایسی شرارت کی کہ آپ کے بیٹھنے کو کوئی جگہ نہ رکھی۔ آخر آپ دروازہ ہی میں بیٹھ گئے۔ اس دردناک واقعہ سے انکی کیسی شرارت اور کم ظرفی ثابت ہوتی ہے غرض جب آپ بیٹھ گئے تو ابوطالب نے کہا کہ اے میرے بھتیجے تو جانتا ہے کہ میں نے تجھ کو کس واسطے بلایا ہے۔ یہ مکہ کے رئیس کہتے ہیں کہ تو انکے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے چچا میں تو ان کو ایک بات کہتا ہوں کہ اگر تم یہ ایک بات مان لو تو عرب وعجم سب تمہارا ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا وہ کونسی بات ہے تب آپ نے فرمایا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جب انہوں نے یہ کلمہ سنا تو سب کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور بھڑک اٹھے اور مکان سے نکل گئے اور پھر آپ کی راہ میں بڑی روکیں اور مشکلات ڈالی گئیں"

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 3 صفحہ 535-536)

مندرجہ بالا واقعہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے طبری کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ طبری میں یہ روایت تقریباً انہی الفاظ میں ابن عباس کی روایت سے بیان کی گئی ہے۔

دنیوی لالچ دینے کی کوشش:

تاریخ اسلام کے اس دور میں چند ایسے واقعات بھی ملتے ہیں جن میں کفارِ سردارانِ قریش نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیوی لالچ دے کر تبلیغ سے روکنے کی کوشش کی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پیشکش کو ٹھکرا دیا۔ آپ نے بھی ان میں سے چند واقعات کا ذکر فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال استقامت پر روشنی ڈالی ہے۔

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت انکے لاکھوں معجزوں سے بڑھ کر ایک معجزہ ہے۔ کل قوم کا ایک طرف ہونا۔ دولت، سلطنت، دنیوی وجاہت، حسینہ جمیلہ بیویاں وغیرہ سب کچھ کے لالچ قوم کا اس شرط پر دینا کہ وہ اعلائے کلمۃ اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے رک جاویں۔ لیکن ان سب کے مقابل جناب رسالت مآب کا قبول کرنا اور فرمانا کہ میں اگر اپنے نفس سے کرتا تو یہ سب باتیں قبول کرتا۔ میں تو حکم خدا کے ماتحت یہ سب کچھ کر رہا ہوں اور پھر دوسری طرف سے سب تکالیف کی برداشت کرنا یہ ایک فوق الطاقت معجزہ ہے

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 4 صفحہ 46)

(سیرت النبی ﷺ، صفحہ 90 تا 94 مطبوعہ کینیڈا 2018ء)

***

131واں جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ 25، 26، 27 دسمبر 2026ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 131 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2026ء کیلئے مورخہ 25، 26، 27 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

مجلس عرفان

جرمنی کے ریجن Nordrhein سے تعلق رکھنے والی لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے ایک
وفد کی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات

نرم زبان استعمال کرو تو تمہارے اور دشمن کے درمیان صلح قائم ہو جائے گی

20/اکتوبر 2025ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے جرمنی کے ریجن Nordrhein سے تعلق رکھنے والی لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے پچاس رکنی وفد کی ملاقات ہوئی۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹِلفورڈ) میں منعقد ہوئی۔جس کے لئے مذکورہ وفد نے خصوصی طور پر اس ملاقات کی غرض سے جرمنی سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔

جب حضورِ انور مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمایا۔ سب سے پہلے حضورِ انور نے ریجنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ سے مخاطب ہوتے ہوئے وفد کا تعارف حاصل کیا، نیز دریافت فرمایا کہ آپ لوگ Rhein دریا کے قریب رہتی ہیں؟ جس پر حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں اثبات میں جواب عرض کیا گیا۔

[قارئین کی دلچسپی کے لیے عرض کیا جاتا ہے کہ Rhein یورپ کا ایک اہم دریا ہے، جو سوئٹزرلینڈ سے نکل کر جرمنی اور نیدرلینڈز سے گزرتا ہے اور آخر کار شمالی سمندر میں جا گرتا ہے۔ یہ تقریباً ایک ہزار ۲۳۰/ کلومیٹر طویل ہے اور اس کا یورپ کے سب سے بڑے اور تجارتی لحاظ سے اہم دریاؤں میں شمار ہوتا ہے۔]

بعد ازاں دورانِ ملاقات شاملینِ مجلس کو حضورِ انور کی خدمت میں اپنا تعارف اور مختلف نوعیت کے سوالات پیش کرنے نیز ان کے جواب کی روشنی میں حضورِ انور کی زبانِ مبارک سے نہایت پُرمعارف، بصیرت افروز اور قیمتی نصائح پر مشتمل راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

ایک لجنہ ممبر نے سوال کیا کہ

جو خطوط حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں بھیجے جاتے ہیں اور جن کے جواب حضورِ انور کے دفتر سے جاری ہوتے ہیں، ان میں رازداری کس حد تک برقرار رکھی جاتی ہے؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ ہر خط دو یا تین افراد کے ہاتھوں سے گزرتا ہے، دفتر کے عملہ کو سختی سے ہدایت کی گئی ہے کہ وہ تمام خطوط اور اُن کے مندرجات کو مکمل رازداری کے ساتھ رکھیں اور کسی سے اُن کا ذکر نہ کریں۔

اسی طرح حضورِ انور نے فرمایا کہ خطوط کی تعداد بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے عام طور پر عملہ کو اکثر خطوط کے مضامین یاد نہیں رہتے، سوائے اس کے کہ اگر کسی خط لکھنے والے سے ان کی ذاتی واقفیت ہو، تو وہ اُس خط کے موضوع کو یاد رکھ سکتے ہیں۔ حضورِ انور نے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی کہ اگر کوئی خط امیر صاحب جرمنی کے ذریعہ بھیجا جائے، تو وہاں کی رازداری کے نظام کے بارے میں حضورِ انور کو علم نہیں۔ تاہم اگر کوئی خط براہِ راست ذاتی پتے کے ساتھ بھیجا جائے تو جواب بھی حضورِ انور کے دفتر سے براہِ راست اسی پتے پر بھجوایا جاتا ہے، جس سے رازداری برقرار رہتی ہے۔

آخر پر حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ اگر کسی معاملہ کی نوعیت انتہائی حساس ہو تو لفافے پر "confiden-tial" یعنی خفیہ لکھ دینا چاہیے، تاکہ اس پر زیادہ سے زیادہ احتیاط برتی جا سکے۔

اگلا سوال کرنے والی لجنہ ممبر نے حضورِ انور کے حالیہ خطاب بر موقع نیشنل اجتماع مجلس انصار اللہ یوکے کا حوالہ دیتے ہوئے عرض کیا کہ حضورِ انور نے بیان فرمایا تھا کہ

درود شریف کے بغیر دعائیں آسمان اور زمین کے درمیان معلّق رہتی ہیں۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ سجدے کی ابتدا اور اختتام پر بھی درود شریف پڑھنا ضروری ہے تاکہ دعا قبول ہو؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ اس بارے میں وہ متعدد مواقع، بشمول خطباتِ جمعہ اور حالیہ اجتماع مجلس انصار اللہ یوکے میں بھی تفصیل سے بیان فرما چکے ہیں کہ درود شریف کا پڑھنا حقیقتاً دعاؤں کی قبولیت کے لیے نہایت ضروری ہے۔ حضور انور نے ایک حدیث کا حوالہ دیا کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص دعا کرے تو اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ اسی طرح حضورِ انور نے قرآنِ کریم کا بھی حوالہ دیا کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، نیز اس کی روشنی میں اس بات کی اہمیت کو بھی اُجاگر فرمایا کہ درود شریف کا پڑھنا دعاؤں کی قبولیت کے لیے ضروری ہے۔ اس زمانے میں چونکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ؐ اور آخری شریعت کے ساتھ بھیجا ہے اس لیے آپؐ پر درود بھیجنا ہماری ذمہ داری ہے۔

سجدوں میں درود شریف کے پڑھنے کی بابت حضورِ انور نے واضح فرمایا کہ یہ لازم تو نہیں، لیکن نہایت بابرکت اور پسندیدہ عمل ہے۔ مزید برآں اسی سلسلے میں حضورِ انور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک واقعہ کا بھی ذکر فرمایا کہ ایک مجلس میں جب درود شریف کا ذکر ہو رہا تھا تو ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ وہ اپنی دعاؤں کا نصف حصّہ درود شریف کے لیے مخصوص کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس عمل کو سراہا۔ ایک اور صحابیؓ نے اپنی مقدار بتائی، جبکہ تیسرے نے کہا کہ وہ آئندہ اپنی دعاؤں میں قرآنِ کریم اور مسنون دعاؤں کے علاوہ صرف درود شریف ہی پڑھا کریں گے، حتیٰ کہ سجدوں میں بھی، اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ یہ تو بہت عمدہ بات ہے، کیونکہ اگر کوئی درود شریف دل کی گہرائی سے اور اخلاص کے ساتھ پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اس کے نتیجے میں، اُس کی باقی تمام دعائیں بھی قبول فرما لیتا ہے۔

ایک ناصرہ نے سوال کیا کہ **جماعتِ احمدیہ کا دجال کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟**

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ دجال کے ظہور کی پیشگوئی مسیح موعودؑ کے زمانے کے لیے کی گئی تھی۔ حضورِ انور نے مزید وضاحت فرمائی کہ دجال اس کو کہا جاتا ہے کہ جو جھوٹ بولتا ہے، لوگوں کو گمراہی کی طرف لے جاتا ہے اور جھوٹی چمک دمک کے ذریعے دھوکا دیتا ہے۔ نیز فرمایا کہ دجال دراصل شیطان ہی ہے۔ اس زمانے میں یاجوج و ماجوج اور دجال سے متعلق تمام پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں، اور دنیا کی بڑی طاقتیں اس میں شامل ہیں۔ تعلیم، ترقی یا جدیدیت کے نام پر جو نئے نظریات، دنیاوی رعنائیاں اور گمراہ کن طریقے پیش کیے جا رہے ہیں، وہ سب دجال کے فریب کا حصّہ ہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ لوگوں کو مذہب سے دُور کرنا بھی دجال کے منصوبوں کا حصّہ ہے۔ اس زمانے میں atheism کا پھیلاؤ انہی فریبوں کی ایک واضح مثال ہے، جس کے ذریعے انسان کو دین سے اتنا دُور لے جایا جا رہا ہے کہ اس کا مذہب سے کوئی تعلق باقی نہ رہے۔ نتیجۃً عیسائیت، یہودیت اور دیگر مذاہب محض برائے نام مذاہب بن کر رہ گئے ہیں۔ صرف اسلام کی تعلیمات، جو قرآنِ کریم میں محفوظ ہیں، باقی رہ گئی ہیں، لیکن افسوس! کہ مسلمانوں میں بھی ان تعلیمات پر عمل نہ ہونے کے برابر ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، تاکہ وہ دجال کے فتنہ کا مقابلہ کریں، اس کے منصوبوں کو ناکام بنائیں اور ایک ایسی جماعت قائم کریں جو دجال کے خلاف کھڑی ہو۔

آخر میں حضورِ انور نے حاضرینِ مجلس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اب تمہیں دجال کے مقابلے کے لیے کھڑا ہونا ہے۔ اس ضمن میں تاکید فرمائی کہ قرآنِ کریم پڑھو، اس کی تعلیمات کو سمجھو، ان پر عمل کرو اور اسلام کی خوبصورت تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کرو۔ یہی دجال کے خلاف روحانی جہاد ہے۔ آخر میں حضورِ انور نے اس بات پر زور دیا کہ صرف ایمان لانا کافی نہیں، بلکہ ہمیں فعّال طور پر دجال کا مقابلہ کرنا اور اس کے خلاف تیار رہنا ضروری ہے۔

ریجنل صدر صاحبہ نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ

بعض دفعہ انسان خوف کو بزدلی کی حد تک اپنے اُوپر سوار کر لیتا ہے اور بعض دفعہ نقصان پہنچنے کی حد تک بہادری دکھاتا ہے، میرا سوال ہے کہ بہادری کی کیا حد ہونی چاہیے اور کس قدر دنیا سے خوف رکھنا چاہیے؟

اس پر حضورِ انور نے انتہائی پُرحکمت انداز میں راہنمائی عطا فرمائی کہ مومن کا جو کام ہے وہ فراست اور عقل ہے، تو حکمت اور دانائی یہ اصل چیزیں ہیں۔ ایک چیز جائز ہو اور آپ غلط جگہ پر اس کو کر رہے ہوں، تو وہ نقصان پہنچانے والی بن جاتی ہے، ایک چیز ناجائز ہے اور اس کو آپ کر رہے ہیں تو وہ بھی نقصان پہنچانے والی چیز ہے۔ اِس لیے حق بات کہنی ہے، احادیث میں آیا ہے کہ حق بات کہو، چاہے جابر بادشاہ کے سامنے کہو۔ کلمہ حق کہو تو یہ بہت بڑی نیکی ہے۔

حضورِ انور نے اس پہلو کی جانب بھی توجہ مرکوز کروائی کہ اس لیے پہلے یہ سوچ لو کہ جو مَیں سچائی کی بات کہنے لگا ہوں، اس کا نقصان زیادہ ہے یا فائدہ زیادہ ہے، یا پبلک میں کرنے سے فائدہ ہے؟ مثلاً ایک بات کسی کا نقص بیان کرنا ہے، کسی کی ایسی بات کہنی ہے، جس سے دوسرے کی زندگی پر اس کا اثر ہوتا ہو اور اس کی وجہ سے لوگوں کے سامنے اس کی بدنامی بھی ہوتی ہو۔ ستّاری کا بھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ مَیں ستّار ہوں، تم ستّاری بھی رکھو۔ تو ستّاری کرتے ہوئے اس بات کو چاہیے، وہ جو بھی کسی کی کمزوری ہے، اس کو لوگوں کے سامنے بیان نہ کرو۔ ہاں! اگر ہمدردی ہے، تو اس کو علیحدگی میں جا کے سمجھاؤ کہ دیکھو! یہ تمہاری کمزوری ہے اور اسلام کی یہ تعلیم ہے۔ دنیا اس طرح سے یہ کہہ رہی ہے کہ اس سے جماعت کو یہ نقصان پہنچے گا، اس لیے مَیں تمہیں تمہاری ہمدرد بن کے بتا رہی ہوں، تمہارے پاس آئی ہوں اور مَیں نے لوگوں میں نہیں بتایا۔

حکمت، دعا اور نرم روّیے سے اصلاح کی تعلیم کی بابت حضورِ انور نے راہنمائی فرمائی کہ حضرت مسیح موعود

علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اپنے لوگوں کی کمزوریاں دیکھو، تو ان کے لیے پہلے چالیس دن دعا کرو، پھر سمجھو، تو پھر اصلاح کی کوشش کرو۔ اگر اصلاح نہیں ہوتی، پھر جو ایسے لوگ ہیں، جو عہدے دار ہیں یا جو ایسے لوگ ہیں کہ جن تک اصلاح کے لیے شکایت پہنچائی جا سکتی ہے، ان تک بات پہنچاؤ۔ لیکن پہلے اپنی کوشش کرو، نہ یہ کہ بدنام کرنے کے لیے ایسا ہو۔ تو یہ جو اللہ تعالیٰ نے مومن انسان کو عقل دی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حکمت سے کام لو۔ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ۔ تمہارے اور اس کے درمیان دشمنی بھی ہوتی ہے لیکن نرم زبان استعمال کرو۔ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ۔ اگر اچھے طریقے سے تم اس کا دفاع کر رہی ہو، بات کر رہی ہو، تو تمہارے اور دشمن کے درمیان صلح قائم ہو جائے گی۔ اور آپس میں دوستی قائم ہو جائے گی، لیکن اگر بیوقوفوں کی طرح blunt ہو کے بدّوؤں کی طرح کام کرو گے، تو پھر وہ بیوقوفی ہے۔

حضورِ انور نے آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے کے بدّوؤں کے طرزِ عمل پر روشنی ڈالی کہ اب پُرانے زمانے میں، تو خلفائے راشدین کے زمانے میں، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی گاؤں کے جو بدّو تھے، اَن پڑھ جاہل آتے تھے، کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کھینچی تو اتنی زور سے کھینچی کہ گردن پر داغ پڑ گیا۔ حضرت عمرؓ کو کہہ دیا کہ آپ نے یہ جو قمیض کا کپڑا پہنا ہوا ہے اور ایسے ہی نچلا کپڑا بھی پاجامہ یا جو بھی پہنا ہوا ہے، ایک طرح کا ہے۔ آپؓ نے ہمیں ایک ایک کپڑا دیا اور آپؓ نے دو دو رکھے ہوئے ہیں، تو انہوں نے کہا کہ ایک کپڑا مجھے اور ایک میرے بیٹے کو ملا تھا، تو میرے بیٹے نے مجھے اپنا کپڑا دے دیا، اس لیے میرے پاس یہ دو ہیں، مَیں نے اپنے لیے ایک ہی لیا تھا۔ لیکن بدّو اس قسم کے اعتراض کرتے اور سوال کر لیتے تھے۔

حضورِ انور نے عصرِ حاضر کے تناظر میں لوگوں کے ذہنوں میں جنم لینے والے سوالات کی بابت تربیت یافتہ اور کبار صحابہ رضوان اللہ علیہم کے اُسوہ کو اُجاگر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جی! بدّو سوال کر لیتے تھے، عرب جو تھے یا مسلمان اس وقت تھے، حضرت عمرؓ سے سوال کر لیتے تھے کہ آپؓ نے کیوں یہ کپڑا پہنا یا خلفائے راشدین پر سوال کرتے تھے، مگر اب ہم کیوں سوال نہیں کر سکتے، خلفاء کے بارے میں کیوں نہیں پوچھ سکتے؟ لوگ سوال کر دیتے ہیں، آپ لوگ بھی بیٹھے ہیں، بعضوں کے دماغوں میں آتا ہے کہ مجھے یہ یہ بتائیں۔ اس کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بڑا تفصیل سے لکھا ہے کہ پُرانے کبار صحابہؓ، جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کے تربیت حاصل کی، ان میں سے کبھی کسی نے خلیفہ سے سوال نہیں کیا کہ یہ کیوں ہے اور وہ کیوں نہیں، ان کی تربیت اچھی تھی، ان کو پتا تھا کہ سوال کیا تو بدّوؤں نے کیا۔ اگر آپ نے جاہل اور بدّو بننا ہے تو سوال کریں کہ تم نے یہ کیوں کیا اور اگر پڑھے لکھے اور نیک صحابہؓ کی سُنّت پر عمل کرنا ہے، تو پھر انہوں نے سوال نہیں کیا۔ تاریخ نکال لیں کہ کہیں بھی آپ کو کوئی تربیت یافتہ پُرانے صحابہؓ میں سے کوئی نہیں ملے گا، جس نے کبھی خلفائے راشدین پر سوال کیا ہو، سوال انہوں نے کیا کہ جو بعد میں مسلمان ہوئے یا گاؤں کے بدّو تھے اور جن کی تربیت نہیں ہوئی تھی۔ تو بدّو نہ بنیں پڑھے لکھے بنیں۔

تربیت کے لیے مؤثر انداز اپنانے کے حوالے سے حضورِ انور نے ریجنل صدر صاحبہ کو مخاطب کرتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ آپ وہاں کی صدر رہیں اور سمجھانے کے لیے جس طرح آپ اپنے بچوں اور اپنے بہن بھائیوں کو علیحدگی میں سمجھاتی ہیں، تو پھر اسی طرح اپنی لجنہ کی ممبرات اور ناصرات کو بھی علیحدگی میں سمجھائیں۔ نہ کہ تربیت کا یہ طریقہ ہے کہ کھڑا کر دیا اور کہا کہ تم میں یہ بُرائی ہے اور تم نے یہ کیوں کیا، تمہارا اجاب ٹھیک نہیں ہے، تمہارا پردہ ٹھیک نہیں ہے، تمہارا لباس، تمہارا برقعہ ٹھیک نہیں ہے، تم نے لباس کیسا پہنا ہوا ہے، یہ مسجد میں کیا فضول لباس پہن کے آ گئی ہو، (حضورِ انور نے آنکھوں سے نشاندہی فرمائی کہ) یا یوں یوں ٹیڑھی آنکھوں سے دیکھنا، وہ جو ہے، پھر اس کا اثر نہیں ہو گا، اس کا بُرا اَثر ہو گا اور نیک اثر نہیں ہو گا۔ (باقی آئندہ۔ انشاء اللہ)

(بشکریہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 1 نومبر 2025ء)

***

ارشاد باری تعالیٰ

وَ قَالَ رَبُّکُمُ ادۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِیۡ سَیَدۡخُلُوۡنَ جَہَنَّمَ دٰخِرِیۡنَ ﴿۶۱﴾
(المومن: 61)

ترجمہ: اور تمہارے ربّ نے کہا مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت کرنے سے اپنے تئیں بالا سمجھتے ہیں ضرور جہنّم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

طالب دعا: بی.ایم. خلیل احمد ولد مکرم بی.ایم. بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے
تو پھر کیوں ظنِ بد سے ڈر نہیں ہے
کوئی جو ظنِ بد رکھتا ہے عادت
بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

دہلی N.C.R میں جماعت احمدیہ دہلی کے تحت مسجد بیت الہادی میں جلسہ سیرت النبی ﷺ کا شایان شان طریق پر انعقاد

15/اگست کو دہلی NCR میں جماعت احمدیہ دہلی کے تحت مسجد بیت الہادی میں جلسہ سیرت النبی ﷺ کا شایان شان طریق پر انعقاد عمل میں آیا۔

جلسہ کی صدارت خاکسار فیروز احمد نعیم امیر ضلع و مبلغ انچارج دہلی نے کی۔ جلسہ کا آغاز مکرم سید بلال احمد رضوی صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جس کے بعد مکرم مرسلین صاحب نے نعت پیش کی۔ جلسہ کی پہلی تقریر مکرم شاہ ہارون سیفی صاحب مربی سلسلہ گڑگاؤں کی مالی قربانی کے متعلق آنحضرت ﷺ کا اسوہ حسنہ کے عنوان پر تھی۔ دوسری اور آخری تقریر مکرم فضل صاحب نے کی جس کا عنوان تھا نمازوں کی ادائیگی اور اہمیت کے متعلق آنحضرت ﷺ کے پاکیزہ ارشادات اور عملی نمونہ۔

پروگرام کے اختتام پر خاکسار نے صدارتی تقریر کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کر کے احباب کو ان پر عمل کرنے کی تلقین کی۔

اس بابرکت اجلاس میں مردوں اور خواتین سمیت ستر افراد شریک تھے۔ الحمد للہ پروگرام نہایت کامیاب رہا احباب نے بہت دلچسپی سے استفادہ کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(فیروز احمد نعیم امیر ضلع دہلی)

جامعہ احمدیہ میں حصول تعلیم

امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

مَیں نے جامعہ احمدیہ کی convocation میں بھی کہا تھا کہ جماعت کو مربیان اور مبلغین کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت بہت بڑھ رہی ہے بلکہ بڑھ گئی ہے اس لئے زیادہ سے زیادہ واقفین نَو کو جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آنا چاہئے۔ والدین بچپن سے ہی لڑکوں کو اس طرف توجہ دلائیں اور ان کی تربیت کریں۔ ایسی تربیت کریں کہ ان کو جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے کا شوق پیدا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ پس واقفین نَو بچوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ جامعات میں داخل ہوں اور جیسا کہ میں نے کہا اس کے لئے ان کے والدین کو تیار کرنا چاہئے۔ ہمارے جامعات میں جتنی بھی گنجائش ہے کم از کم وہ پوری ہونی چاہئے۔ تبھی ہم اس وقت جو مبلغین کی اور مربیان کی ضرورت ہے اسے پورا کر سکتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 10/ مارچ 2017ء فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

شادی کے موقعہ پر زیور اور کپڑوں کا مطالبہ

ارشاد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

’’اس امر کی طرف اپنی جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ رسمیں خواہ کسی رنگ میں ہوں بری ہوتی ہیں اور مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت کے لوگوں نے اگر بعض رسمیں منائی ہیں تو دوسری شکل میں بعض اختیار بھی کر لی ہیں۔ نکاحوں کے موقع پر پہلے تو گھروں میں فیصلہ کر لیا جاتا تھا کہ اتنے زیور اور کپڑے لئے جائیں گے۔ پھر آہستہ آہستہ ایسی شرائط تحریروں میں آنے لگیں۔ پھر میرے سامنے بھی پیش ہونے لگیں۔ شریعت نے صرف مہر مقرر کیا ہے اس کے علاوہ لڑکی والوں کی طرف سے زیور اور کپڑے کا مطالبہ ہونا بے حیائی ہے اور لڑکی بیچنے کے سوا اس کے اور کوئی معنی میری سمجھ میں نہیں آئے۔۔۔۔ میں آئندہ کے لئے اعلان کرتا ہوں کہ اگر مجھے علم ہو گیا کہ کسی نکاح کے لئے زیور اور کپڑے وغیرہ کی شرائط لگائی گئی ہیں یا لڑکی والوں نے ایسی تحریک بھی کی ہے تو ایسے نکاح کا اعلان میں نہیں کرونگا۔‘‘

(خطبہ نکاح 27 مارچ 1931ء الفضل 17 اپریل 1931)

شعبہ رشتہ ناطہ
نظارت اصلاح ارشاد مرکزیہ قادیان

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

’’پس ہر ایک کو، ہر احمدی کو، ہر عہدیدار کو یہ سوچنا چاہئے کہ میں نے زیادہ سے زیادہ دوسرے کو کس طرح فائدہ پہنچانا ہے اور فائدہ پہنچانا ہی ہر ایک کے پیشِ نظر ہونا چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 21/ جون 2013ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۸/ فروری ۲۰۲۶ء بروز ہفتہ بارہ بجے بعد دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر مکرم غلام احمد ناصر صاحب ابن مکرم میاں نیک عالم صاحب (لندن۔یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور چھ مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم غلام احمد ناصر صاحب ابن مکرم میاں نیک عالم صاحب (لندن۔یوکے)

19/ فروری 2026ء کو 90سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کا تعلق گجرات سے تھا۔ محکمہ کسٹمز میں ملازم رہے۔ دورانِ ملازمت ہمیشہ احمدیت کو اپنا طرہ امتیاز بنایا اور کبھی اپنے احمدی ہونے کو نہیں چھپایا۔ آپ نے دیانت، جرأت اور اصول پسندی کے ساتھ زندگی گزاری۔ 1996ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد آپ اہلِ خانہ سمیت ربوہ منتقل ہو گئے اور طویل عرصے تک رحمان کالونی کی مسجد بیت الاحد میں امام الصلوٰۃ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ تہجد گزار، نمازوں کے پابند اور ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ قرآنِ کریم سے آپ کو غیر معمولی عشق تھا اور قرآن کریم کا بہت سا حصہ حفظ بھی تھا۔ نماز فجر کے بعد بڑی خوش الحانی سے تلاوت آپ کی زندگی کا مستقل معمول تھا۔ 2013ء میں آپ اپنی بڑی بیٹی اور داماد کے پاس لندن منتقل ہو گئے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم میجر (ر) راشد احمد طاہر صاحب کو 2019ء میں پاکستان کے چوتھے بڑے سول اعزاز (تمغۂ امتیاز) سے نوازا گیا۔ آپ کی بیٹی مکرمہ ناجیہ ملک صاحبہ بطور نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ اور داماد مکرم شہزاد احمد ملک صاحب بطور نیشنل صدر مجلس انصار اللہ آئرلینڈ و نیشنل جنرل سیکرٹری جماعت آئرلینڈ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کے دوسرے داماد مکرم موسیٰ ستار خان صاحب واقف زندگی ہیں اور ریویو آف ریلیجنز کے مرکزی دفتر میں کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح بڑے داماد مکرم عزیز الرحمٰن صاحب لندن کے ایک حلقہ کے صدر رہیں۔ آپ مکرم ناصر احمد شمس صاحب ...کے ماموں تھے۔

نماز جنازہ غائب

۱۔ مکرم ماسٹر رحمت علی ظفر صاحب ابن مکرم محمد شریف صاحب (جماعت لوراخ۔ جرمنی)

یکم جنوری 2026ء کو 91 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ جوانی سے ہی تہجد اور صوم وصلوٰۃ کے پابند، بڑے متقی، پرہیز گار اور درویش صفت انسان تھے۔ مرحوم واقفِ زندگی تھے۔ جامعہ احمدیہ ربوہ میں بھی چار سال تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں صدر انجمن احمدیہ کے تحت سندھ میں بطور استاد خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے علاوہ روزنامہ الفضل ربوہ سے بھی منسلک رہے اور 14/ سال بطور انسپکٹر خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ آپ کا تعلق مثالی تھا۔ خلافتِ ثالثہ اور خلافتِ رابعہ کے دَور میں دو مرتبہ نیشنل اجتماع انصار اللہ میں شرکت کے لیے سندھ سے ربوہ تک کا سائیکل سفر بھی کیا۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی کتب کے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام زبانی یاد تھا۔ زندگی کے آخری سالوں میں بینائی ختم ہونے کے باوجود قرآن کریم کا کچھ حصہ سن سن کر زبانی یاد کر لیا تھا۔ 2016ء سے جرمنی میں اپنے بیٹے ریحان احمد صاحب کے پاس مقیم تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم رشید احمد ظفر صاحب (مربی سلسلہ وکالت تبشیر اسلام آباد۔ یوکے) کے والد تھے۔

۲۔ مکرمہ حسن پری صاحبہ اہلیہ مکرم محمد امیر خان صاحب مرحوم (بازید خیل۔ پشاور)

14/ جنوری 2026ء کو 98سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، بڑی ہمدرد، ملنسار اور مخلص خاتون تھیں۔ گاؤں کی سب عورتیں آپ کا بہت احترام کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم منظور احمد خان صاحب جماعت میلبرن ایسٹ (آسٹریلیا) میں بطور سیکرٹری تعلیم القرآن و وقف عارضی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

۳۔ مکرم بشارت احمد صاحب ابن مکرم چودھری فتح دین صاحب (اوکاڑہ)

16/ جنوری 2026ء کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ باجماعت نمازوں کے پابند، ایک نیک اور باوفا انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ محبت اور اطاعت کا بہت مضبوط تعلق تھا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے احمدیوں کو سائیکل چلانے کی تحریک فرمائی اور کہا کہ ایسے نوجوان ہونے چاہئیں جو 100 کلومیٹر سائیکل چلا سکیں تو اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے آپ اور آپ کے آٹھ بھائیوں نے اسی وقت سے سائیکلوں پر تقریباً 150 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کرنی شروع کر دی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ دریافت بھی فرمایا کہ ’’وہ آٹھ بھائی کہاں ہیں جو ربوہ تک سائیکل چلا کر آتے ہیں؟‘‘ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم عامر احمد صاحب ہیومینٹی فرسٹ انٹرنیشنل میں بطور Compliance آفیسر اور اپنی مقامی جماعت میں مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

۴۔ مکرم عبد الشکور ناصر صاحب (جرمنی) ابن مکرم عبد المنان انور صاحب مرحوم (آف کنری)

29/ جنوری 2026ء کو 63سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، بڑے دیندار، خوددار، غیرت مند، خلافت سے بے پناہ محبت اور عقیدت کا تعلق رکھنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ کسی بھی قسم کی جماعتی خدمت ہو تو ہمیشہ بڑی خوشی سے بجالاتے۔ آپ کی زندگی اگرچہ مختلف تکلیفوں اور پریشانیوں میں گزری لیکن آپ نے ہمیشہ صبر وہمت اور بڑے حوصلہ کا مظاہرہ کیا۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کی دو شادیاں تھیں۔ پہلی بیوی سے علیحدگی ہو چکی ہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم لئیق احمد بلال صاحب (مربی سلسلہ شعبہ امور عامہ جرمنی) اور مکرم عزیز احمد بلال صاحب (مربی سلسلہ۔ وکالت تبشیر اسلام آباد یوکے) کے ماموں تھے۔

۵۔ مکرمہ Kamila Kelley صاحبہ (امریکہ)

9/ جنوری 2026ء کو 95 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ اپنی والدہ اور نانی کے ہمراہ 1940ء کی دہائی میں اسلام احمدیت میں داخل ہوئیں اور پھر اپنی وفات تک نہایت اخلاص و وفا اور استقامت کے ساتھ جماعت اور خلافت سے وابستہ رہیں۔ نماز اور روزہ کی پابند، معاملہ فہم، نرم مزاج، بڑی دعا گو، دینی فرائض کا خیال رکھنے والی اور تقویٰ اور شکر گزاری کے ساتھ زندگی بسر کرنے والی مخلص خاتون تھیں۔ اکثر گفتگو کا آغاز ’’الحمد للہ‘‘ سے کرتی تھیں۔ ایم ٹی اے باقاعدگی سے دیکھتیں اور حضور انور کے خطبات بڑی توجہ کے ساتھ سنتی تھیں۔ خلافت سے قبل 1976ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اپنے امریکہ کے سفر کے دوران کلیولینڈ میں مرحومہ کے گھر بھی تشریف لے گئے جس کا آپ ہمیشہ بڑی خوشی اور فخر کے ساتھ ذکر کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ جماعتی خدمت میں بڑی فعال تھیں۔ اجلاسوں اور پروگراموں کے بعد مسجد کی صفائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ چندہ جات باقاعدگی سے ادا کرتیں بلکہ مقررہ شرح سے بڑھ کر بھی قربانی پیش کرتی رہیں۔ مسجد فنڈ اور دیگر جماعتی تحریکات میں جوش وخروش سے حصہ لیتی تھیں۔ جماعت کے عہدیداران کا بے حد احترام کرتیں اور ہر فرد کے ساتھ ہمدردی اور شفقت سے پیش آتیں۔ عیدین اور خوشی کے موقعوں پر بچوں کے لیے تحائف لایا کرتی تھیں۔ مرحومہ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی جماعتی کاموں میں سرگرم رہیں اور خدمتِ دین کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹے مکرم عبد الرحمٰن صاحب اور نو پوتے پوتیاں شامل ہیں۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی پہلے ہی وفات پا چکے ہیں۔

۶۔ مکرم شہید احمد صاحب ابن مکرم امجد علی پرودھان صاحب (احمد نگر۔ بنگلہ دیش)

17/ جنوری 2026ء کو 86سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1947ء میں پارٹیشن کے وقت ہجرت کر کے بنگلہ دیش کے ضلع کشور گنج کے ایک گاؤں میں رہائش پذیر ہوئے۔ جب یہاں شدید مخالفت شروع ہوئی تو 1957ء میں دوبارہ ہجرت کر کے احمد نگر چلے گئے۔ 1962ء سے 1970ء تک بحیثیت معلم وقف جدید مختلف جماعتوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ بعد ازاں مقامی جماعت کے سیکرٹری امور عامہ کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت بجالاتے رہے۔ مرحوم سات سال تک اپنے علاقے کے کونسلر اور احمد نگر ہائی سکول کے نائب صدر بھی رہے۔ آپ کے گھر پر مخالفین نے تین دفعہ حملہ کیا لیکن آپ نے ہمیشہ صبر وشکر سے کام لیا اور شدید مخالفت کے باوجود اپنے ایمان میں ثابت قدم رہے۔ مرحوم نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، بڑے دعا گو، نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور چھ بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے دو بیٹے واقف زندگی ہیں جن میں سے ایک بیٹے جناب محمود احمد صاحب شومن (معلم وقف جدید) مرکزی بنگلہ ڈیسک ڈھاکہ میں خدمت کر رہے ہیں اور دوسرے بیٹے جناب نوید احمد صاحب لیمن (مربی سلسلہ) ...عربی زبان کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔

(الحکم جلد 5 نمبر 5 مؤرخہ 10/ فروری 1901ء صفحہ 1)

طالب دعا: سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ فلک نما، حیدر آباد، صوبہ تلنگانہ)

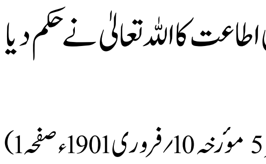
CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)

ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai

چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 30/نومبر 2007ء بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال جماعت احمدیہ کے قیام کا بنیادی مقصد کیا ہے؟

جواب جماعت احمدیہ کے قیام کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے اندر نیکی، تقویٰ اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا حقیقی ادراک پیدا کرے، اس کے قیام کی عملی تصویر بنے اور دنیا میں بھی توحیدِ الٰہی اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت قائم کرنے کی کوشش کرے۔

سوال انسان کی پیدائش کا اصل مقصد کیا ہے؟

جواب انسان کی پیدائش کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچانے، اس کی عبادت کرے، اس کے احکامات پر عمل کرے اور اس کی رضا حاصل کرے۔

سوال اللہ تعالیٰ کو اپنی بادشاہت قائم کرنے کے لیے انسانوں کی مدد کی کیا ضرورت ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ زمین و آسمان اور ان کی تمام مخلوقات کا خالق اور ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کی بادشاہت پہلے ہی قائم ہے۔ اسے انسانوں کی مدد کی ضرورت نہیں، بلکہ یہ انسان کی ضرورت ہے کہ وہ خدا کو پہچانے، اس کی عبادت کرے اور اس کی رضا کی جنتیں حاصل کرے۔

سوال اللہ تعالیٰ نے انسان کو کون سی آزادی عطا فرمائی ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و شعور عطا کر کے یہ آزادی دی ہے کہ وہ انبیائے کرام کی لائی ہوئی تعلیم پر ایمان لائے یا انکار کرے۔ اگر انسان عقل اور علم کا صحیح استعمال کرے تو ایمان لاتا اور نیک اعمال بجالاتا ہے، ورنہ شیطان کے نقشِ قدم پر چلنے والوں میں شمار ہوتا ہے۔

سوال اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے کون ہیں؟

جواب اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے وہ ہیں جو اس کی تعلیم اور احکامات پر عمل کرتے ہیں، نیکی اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں، اس کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کس مقصد کے لیے مبعوث فرمایا گیا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اس لیے مبعوث فرمایا گیا کہ آپ دنیا کو معبودِ حقیقی کی پہچان کروائیں، اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان پیدا ہونے والی دوری کو ختم کریں اور حقیقی تعلق قائم کریں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کا حق کس طرح ادا ہوسکتا ہے؟

جواب ہم اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کا حق ادا کرنے والے کہلا سکتے ہیں جب ہم آپؑ کے مشن کو آگے بڑھائیں، خدا تعالیٰ سے تعلق مضبوط کریں، نیکی و تقویٰ اختیار کریں اور دنیا میں توحیدِ الٰہی قائم کرنے کی کوشش کریں۔

سوال اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو کیوں بھیجتا ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو اس لیے بھیجتا ہے کہ وہ لوگوں کو معبودِ حقیقی کی پہچان کروائیں، انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے کی تعلیم دیں اور اس کا پیغام دنیا تک پہنچائیں۔

سوال اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کے مخالفین کے ساتھ کیا سلوک فرماتا ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور ان کے ماننے والوں کی مدد فرماتا ہے اور ان کے مخالفین کو اپنے عزیز اور غالب ہونے کا جلوہ دکھاتے ہوئے عبرت کا نشان بنا دیتا ہے۔

سوال فرعون کا انجام کس بات کا نشان تھا؟

جواب فرعون خدائی کا دعویٰ رکھتا تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے اسے پانی میں غرق کر کے اس کا انجام آنے والی نسلوں کے لیے عبرت کا نشان بنا دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی غلبہ صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔

سوال فتحِ مکہ سے توحیدِ الٰہی کی کس طرح تائید ہوتی ہے؟

جواب فتحِ مکہ اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ آنحضرت ﷺ، جو اللہ تعالیٰ کے کامل عابد تھے، آخر کار غالب آئے اور کفارِ مکہ کے 360 بت کسی کام نہ آسکے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ حقیقی غلبہ صرف اسی کو حاصل ہے۔

سوال آنحضرت ﷺ کی بعثت کا بنیادی مقصد کیا تھا؟

جواب آنحضرت ﷺ کی بعثت کا بنیادی مقصد دنیا کو معبودِ حقیقی کی پہچان کروانا، توحید کو قائم کرنا، انسانوں کو شرک سے نکالنا اور انہیں اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کے قیام کی طرف لے جانا تھا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ وہ رسول تھے جنہوں نے نئے سرے سے زمین پر توحید قائم کی، وحشیوں کو انسان بنایا، انسانوں کو اعلیٰ اخلاق سے آراستہ کیا اور پھر انہیں خدا کے رنگ میں رنگین فرمایا۔

سوال حقیقی بااخلاق انسان کون ہے؟

جواب حقیقی بااخلاق انسان وہ ہے جو ظاہری اخلاق سے ترقی کرتے ہوئے معبودِ حقیقی کی پہچان حاصل کرے، اس کا حقیقی عابد بنے اور اپنے اخلاق کو خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت سے مزین کرے۔

سوال صرف دنیاوی اخلاق کافی کیوں نہیں ہیں؟

جواب صرف ظاہری اور دنیاوی اخلاق کافی نہیں، کیونکہ اگر انسان کا خدا سے تعلق قائم نہیں تو اس کے اخلاق میں بناوٹ، تکلف اور تصنع پیدا ہوسکتا ہے۔ حقیقی اخلاق وہ ہیں جو خدا تعالیٰ کی معرفت، عبادت اور تقویٰ سے پیدا ہوں۔

سوال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ظاہری اخلاق رکھنے والوں کے متعلق کیا مثال بیان فرمائی؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مجلس کا ذکر فرمایا جہاں بظاہر پڑھے لکھے اور بااخلاق لوگ موجود تھے۔ جب تکلف ختم کرنے کے نام پر بے تکلفی اختیار کی گئی تو وہاں اخلاق سے گری ہوئی باتیں ہونے لگیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا سے دوری ظاہری اخلاق کو بھی کھوکھلا بنا دیتی ہے۔

سوال سورۃ آلِ عمران کی آیت 19 میں اللہ تعالیٰ نے کیا گواہی دی ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ انصاف کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ فرشتے اور اہلِ علم بھی یہی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ کامل غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

سوال آیتِ مذکورہ میں اہلِ علم سے کون مراد ہیں؟

جواب اہلِ علم سے مراد سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے انبیاء ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو انبیاء کی تعلیم کو حقیقی طور پر قبول کرتے ہیں اور خدائے واحد کی معرفت حاصل کرتے ہیں۔

سوال حقیقی علم کی علامت کیا ہے؟

جواب حقیقی علم کی علامت یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو پہچانے، اس کی صفات کا ادراک حاصل کرے، اس کے سامنے جھکے اور اپنی زندگی کو مقصدِ پیدائش کے مطابق گزارے۔

سوال اللہ تعالیٰ کو شریک ماننا عقل کے خلاف کیوں ہے؟

جواب اللہ تعالیٰ عزیز، قوی اور حکیم ہے۔ وہ تمام طاقتوں کا مالک ہے۔ اگر اس کے ساتھ دوسرے معبود مانے جائیں تو کائنات کا نظام مختلف خداؤں کی مرضی کے تابع ہوجائے گا، جو حکمت کے خلاف ہے۔ اس لیے حقیقی خدا صرف ایک ہی ہوسکتا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرک کے رد میں مکھی کی کیا مثال بیان فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی روشنی میں فرمایا کہ جنہیں لوگ اللہ کے سوا معبود بناتے ہیں، اگر وہ سب مل کر بھی ایک مکھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اسے واپس بھی نہیں لے سکتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی طاقت صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

❊❊❊

ارشاد باری تعالیٰ

وَ اَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ لَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ ۚۖۛ وَ اَحۡسِنُوۡا ۚۛ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔ **(البقرہ 196)**

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال و جان خرچ کرو اور اپنے ہی ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان سے کام لو۔ اللہ احسان کرنے والوں سے یقیناً محبت کرتا ہے۔

طالب دعا : بی.ایم. خلیل احمد ولد مکرم بی.ایم. بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلۡبَسُوۡا مِنۡ ثِیَابِکُمُ الۡبَیَاضَ فَاِنَّهَا مِنۡ خَیۡرِ ثِیَابِکُمۡ وَ کَفِّنُوۡا فِیۡهَا مَوۡتَاکُمۡ

(ترمذی، کتاب الجنائز باب ما یستحب من الاکفان حدیث 994)

یعنی سفید کپڑا پہنا کرو کیونکہ یہ بہترین لباس ہے۔ اسی طرح سفید کپڑوں میں ہی دفن کیا کرو۔

طالب دعا : سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اب ظہور کر اور نکل کہ تیرا وقت نزدیک آگیا اور اب وہ وقت آرہا ہے کہ محمدی گڑھے میں سے نکال لئے جاویں گے اور ایک بلند اور مضبوط مینار پر ان کا قدم پڑے گا۔"

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 511 پیشگوئی 14)

طالب دعا : میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination for royal weddings & celebrations.

2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
Hydrabad Road, Yadgir - 585201

Contact Number : 09440023007
08473296444

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

توحید کے قیام کے لئے آنحضرت ﷺ کی انتھک کوشش

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 3/اپریل 2026ء بطرز سوال و جواب
بمنظوری سید نا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حقیقی توحید کسے کہتے ہیں؟

جواب: حقیقی توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر قسم کے شریک سے پاک سمجھا جائے، اس کے مقابل کسی کو قادر، رازق، معز، مذل، ناصر اور مدد گار نہ مانا جائے۔ اپنی محبت، عبادت، تذلل، امیدیں اور خوف صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کیے جائیں۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقی توحید کی کیا تعریف بیان فرمائی ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے ... منزہ سمجھنا۔“

سوال: توحید کی تکمیل کے لیے کون سی تین تخصیصات ضروری ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق: ذات کے لحاظ سے توحید: اللہ تعالیٰ کے مقابل تمام موجودات کو فنا ہونے والی سمجھنا۔ صفات کے لحاظ سے توحید: ربوبیت اور الوہیت کی صفات کسی مخلوق میں نہ ماننا۔ محبت اور صدق و صفا کے لحاظ سے توحید: محبت، عبادت اور عبودیت میں کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرانا۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کے قیام کے لیے کیا قربانیاں دیں؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی منادی کرتے ہوئے شدید مخالفت، تکالیف اور مصائب برداشت کیے۔ آپؐ کو وطن سے نکالا گیا، قتل کے لیے تعاقب کیا گیا، آپؐ کے گھر اور اسباب تباہ کیے گئے اور آپؐ کے ماننے والوں کو بھی قید، زنجیروں اور سخت مار کا سامنا کرنا پڑا، لیکن آپؐ ثابت قدم رہے۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی آپؐ کے صدقِ نبوت پر کس طرح دلیل ہے؟

جواب: آپؐ نے دنیاوی فائدے کے لیے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی میں توحید کا اعلان فرمایا۔ باوجود اس کے کہ اپنے اور بیگانے سب مخالف ہو گئے، آپؐ نے کسی مصلحت کی خاطر شرک کی تائید نہیں کی۔ یہ آپؐ کے اخلاص، صدق اور خدا پر توکل کی روشن دلیل ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعاتِ خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکّل کر کے کھلا کھلا شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا... ایک بھی ثابت نہیں۔“

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت کی کیا حالت تھی؟

جواب: آپؐ ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے جب دنیا میں شرک، گمراہی اور مخلوق پرستی عام تھی۔ عرب میں بت پرستی، فارس میں آتش پرستی اور ہند میں مختلف قسم کی مخلوق پرستی پھیلی ہوئی تھی۔ دنیا ہدایتِ ربانی اور ایک عظیم مصلح کی شدید محتاج تھی۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت توحید کے قیام کی دلیل کیسے بنی؟

جواب: آپؐ نے ایسے بگڑے ہوئے زمانہ میں توحید اور اعمالِ صالحہ کی تعلیم دی، دنیا کو شرک اور مخلوق پرستی سے نجات دلائی اور لاکھوں دلوں کو حق و راستی کی طرف کھینچ لائے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ خدا تعالیٰ کے سچے رسول اور سب رسولوں سے افضل تھے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کس مقصد کے لیے مامور کیا گیا تھا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ میں توحیدِ الٰہی کے قیام، شرک اور مخلوق پرستی کے خاتمہ، انسانوں کو خدائے واحد لاشریک کی طرف رجوع دلانے، اندرونی پاکیزگی اور راستبازی کی طرف توجہ دلانے کے لیے مامور کیا گیا تھا۔

سوال: الہام ”اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ تَوْحِیْدِیْ وَ تَفْرِیْدِیْ“ کا کیا مفہوم ہے؟

جواب: اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایسا مامور شخص جس زمانہ میں توحیدِ الٰہی کی سخت بے حرمتی کی جا رہی ہو، وہ توحید کا مجسم نمونہ بن جاتا ہے اور اس کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا قیام ہوتا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرک کی کن باریک اقسام سے بچنے کی نصیحت فرمائی ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ سورج، چاند، ستاروں، ہوا آگ، پانی اور زمین کی کسی چیز کو معبود نہ بنایا جائے۔ دنیاوی اسباب پر ایسا بھروسہ نہ کیا جائے کہ گویا وہ خدا کے شریک ہیں۔ اپنی ہمت، کوشش، علم اور عمل پر غرور بھی نہ کیا جائے بلکہ ہر کامیابی کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سمجھا جائے۔

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 155-154۔)

سوال: اللہ تعالیٰ کی صفات انسانوں کی صفات سے کس طرح مختلف ہیں؟

جواب: انسان کا علم محدود اور کسی معلم کا محتاج ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کا علم غیر محدود اور کسی معلم کا محتاج نہیں۔ انسان کی سماعت، بصارت اور قدرت محدود اور مختلف اسباب کی محتاج ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی صفات بے مثل و مانند اور غیر محدود ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ ازلی و ابدی اور لامحدود ہے۔ اسی نے ہر ایک کو پیدا کیا ہے، اسے کسی نے پیدا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کسی مخلوق یا سبب کا محتاج نہیں۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توحید کے قیام کے لیے اپنی بعثت کا کیا مقصد بیان فرمایا؟

جواب: آپؑ فرماتے ہیں: ”مَیں بھیجا گیا ہوں کہ تا زمین پر دوبارہ توحید کو قائم کروں اور انسان پرستی یا سنگ پرستی سے لوگوں کو نجات دے کر خدائے واحد لاشریک کی طرف ان کو رجوع دلاؤں اور اندرونی پاکیزگی اور راستبازی کی طرف ان کو توجہ دوں۔“

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بہشت کیا تھا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر دوسرے لوگ بہشت چاہتے ہیں تو آپؑ کا بہشت یہ تھا کہ اپنی زندگی میں لوگوں کو شرک سے نجات پاتے اور خدا کا جلال ظاہر ہوتے دیکھیں۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام تثلیث کے متعلق کیا دعا فرمایا کرتے تھے؟

جواب: آپؑ دعا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو آنکھ بخشے، وہ اس کی وحدانیت پر ایمان لائیں، اس کے رسول کو پہچانیں اور تثلیث کے اعتقاد سے توبہ کریں۔

سوال: دنیا میں توحید کے قیام کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا خصوصیت ہے؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ وجود ہیں جنہوں نے توحید کو حقیقی رنگ میں دنیا میں قائم کیا۔ آپؐ نے دنیا کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پیغام دیا اور شرک و مخلوق پرستی کا خاتمہ فرمایا۔

سوال: خطبہ کے آخر میں حضور انور نے جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نصیحت فرمائی کہ ہم حقیقی توحید پر عمل کرنے والے بھی ہوں اور اسے دنیا میں پھیلانے والے بھی۔ انسانیت کی بقا کا حل اللہ تعالیٰ کی توحید میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

٭٭٭

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اب ایک مومن کے لئے، ایک ایسے شخص کے لئے جو اپنے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے، اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے، اُس کے لئے اس سے زیادہ دل آزاری کی اور تکلیف دہ بات کیا ہوسکتی ہے کہ وہ اپنے آقا کے بارے میں ایسی بات سنے جس سے آپ کی شان میں ہلکی سی بھی گستاخی ہوتی ہو۔
(خطبہ جمعہ 28/ جنوری 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی(R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
SK ABDUL QADIR
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 91847-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery
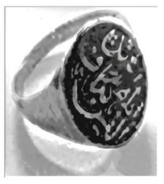

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12730: میں مرجینہ خاتون زوجہ مکرم مہر چاند علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 4 مئی 1994ء پیدائشی احمدی ساکن: پوسٹ آفس کپلاباری نالباری آسام بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 12 مارچ 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ہاتھ کے کنگن 88. 3 گرام، کان کی بالیاں 88. 3 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر 50000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: رحیم بادشاہ الامۃ: مرجینہ خاتون گواہ: ناصر الدین

مسل نمبر 12731: میں باسل ولد مکرم اسد خلیفہ صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش: 15 اکتوبر 2008ء تاریخ بیعت: 13 جنوری 2024ء ساکن: ایلین پوسٹ نم اسرائیل بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 جون 2026ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 300 اسرائیلی شیقل ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: راشد العبد: باسل گواہ: شمس الدین

مسل نمبر 12732: میں صلاح الدین ولد مکرم محمد شریف اودے صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش: 27 مئی 2000 پیدائشی احمدی ساکن: رنان 81 کبابیر حیفا اسرائیل بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 جون 2026ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 4000 اسرائیلی شیقل ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد شریف العبد: صلاح الدین گواہ: راشد

مسل نمبر 12733: میں عماد ولد مکرم عبدل حمید الاحمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پروفیسر تاریخ پیدائش 22 دسمبر 1968 تاریخ بیعت: 2011ء ساکن: کافاڈک سلفیٹ فلسطین بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3 جولائی 2026ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک مکان کافاڈک کے گاؤں میں واقع ہے۔ جو کہ 1200 اسکوئر میٹر میں ہے۔ اس مکان کی قیمت موجودہ وقت میں 74000 جارڈنین دینار ہے میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 4400 جارڈنین دینار ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبد القادر العبد: عماد گواہ: راشد

مسل نمبر 12734: میں محمد ولد مکرم رفت اودے صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ فوٹو گرافر تاریخ پیدائش 3 دسمبر 2000 پیدائشی احمدی ساکن: اودے ناڈا 3 کبابیر حیفا اسرائیل بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 مئی 2026ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از فوٹو گرافری ماہوار 8000 اسرائیلی شیقل ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شمس الدین العبد: محمد گواہ: راشد

مسل نمبر 12735: میں لجین بنت مکرم ابراہیم ہمد رصاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کمپیوٹر انجینئر تاریخ پیدائش: 30 مئی 2000 تاریخ بیعت 22 مارچ 2022ء ساکن: تلکارم زیتا الدیوان فلسطین بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3 جولائی 2026ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک نکلیس 1 گرام 21 کیریٹ، زیتونی رنگ کے تھیم پر مبنی لٹکنے والا آرائشی سامان 2 گرام 21 کیریٹ، لیرہ فریم 1 گرام 21 کیریٹ، کوارٹر گولڈ لیرہ 2 گرام 21 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 1800 اسرائیلی شیقل ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبد القادر العبد: لجین گواہ: راشد

مسل نمبر 12736: میں اسامہ ولد مکرم داؤود ابو عباس صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کمپیوٹر ٹکنیشن تاریخ پیدائش 21 مارچ 2000 پیدائشی احمدی ساکن: المہدی 16 کبابیر حیفا اسرائیل بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20 جون 2026ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک گھر المہدی 14 جو کہ 90 میٹر میں واقع ہے جس میں 3 بڈ روم ایک کچن اور لرننگ روم شامل ہے۔ ایک گھر حیفا میں واقع ہے جس میں 3 بیڈ روم ایک کچن اور ایک لونگ روم ہے جو کہ 70 میٹر پر ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 15000 اسرائیلی شیقل ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: داؤود ابو عباس الامۃ: اسامہ گواہ: راشد

مسل نمبر 12737: میں آیۃ زوجہ مکرم اسامہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 31 دسمبر 2002ء پیدائشی احمدی ساکن: المہدی کبابیر حیفا اسرائیل بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20 جون 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 3. 36 گرام، 20.5 گرام۔ حق مہر 50000 اسرائیلی شیقل۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 8000 اسرائیلی شیقل ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: راشد الامۃ: آیۃ گواہ: اسامہ

مسل نمبر 12738: میں جے بیر ولد مکرم رمضان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش: 5 مارچ 1982 پیدائشی احمدی ساکن: پو ہیرائی ہانسی ہریانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 جولائی 2026ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک عدد مکان 100 گز خسرہ نمبر 193۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہوار 7500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: علی شیر العبد: جبیر خان گواہ: مانگے خان

مسل نمبر 12739: میں شمیم احمد وانی ولد مکرم عبد الرحیم وانی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش: 15 فروری 1973 پیدائشی احمدی ساکن: شورت کولگام جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم جولائی 2026ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ رہائشی مکان 6 مرلہ پر مشتمل ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 55000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حافظ مظفر احمد وانی العبد: شمیم احمد وانی گواہ: کلیم اللہ وانی

مسل نمبر 12740: میں فوزیہ جان بنت مکرم محمد عبد اللہ ٹھوکر صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش: 5 اپریل 2006ء پیدائشی احمدی ساکن: جماعت احمدیہ آسنور کولگام کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19 جولائی 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طاہر احمد نائک الامۃ: فوزیہ جان گواہ: مختار احمد وانی

***

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
Email: badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 08 October- 2026 Issue. 41

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 9815639670
Email:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (WEIGHT : 50 -100 Gms/Issue)

توکّل علیٰ اللہ کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ نمونہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲/اکتوبر ۲۰۲۶ء بمطابق ۲/اخاء ۱۴۰۵/ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اپنی ابتدائی زندگی سے ہی اللہ تعالیٰ کے فضل، اُس کا آپؑ سے سلوک اور آپؑ کا اللہ تعالیٰ پہ توکّل جو تھا اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تیس برس قبل میرے والد صاحب اپنی آخری عمر میں بیمار ہوئے جس روز ان کی وفات مقدّر تھی۔ اس روز دوپہر میں الہام ہوا کہ وَالسَّمَاءِ وَ الطَّارِقِ جس کے معنی ہیں قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اس حادثے کی جو آفتاب کے غروب کے وقت پڑے گا۔ اور ساتھ ہی دل میں ڈالا گیا کہ یہ ان کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ یہ اصل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزا پُرسی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب مجھے خبر دی گئی تو مجھے کچھ دکھ پہنچا۔ ان کو زندگی میں گورنمنٹ کی طرف سے کچھ حقوق حاصل تھے جس کی وجہ سے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اب تنگی کے دن ہم پر آئیں گے۔ تب اسی وقت غنودگی میں یہ الہام ہوا کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی کیا خدا اپنے بندے کے لیے کافی نہیں۔ اس الہام الٰہی کے ساتھ دل قوی ہو گیا جیسے کوئی سخت دردناک زخم مرہم سے اچھا ہو جاتا ہے۔ یہ عمل بارہا آزمایا گیا ہے کہ وحی الٰہی میں دلی تسلی دینے کے لیے ایک خاصیت ہے یعنی آپؑ کو یقین تھا کہ اللہ کافی ہے اور کسی چیز کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

آپؑ نے فرمایا کہ جب مجھے یہ الہام ہوا تو مَیں نے اسی وقت یہ سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ تب مَیں نے ایک ہندو کھتری ملاوامل ساکن قادیان کو یہ الہام لکھ کر دیا اور یہ سارا قصہ اسے سنایا اور فوری امرتسر بھیجا تا محمد شریف صاحب کلانوری کی معرفت کسی نگینے میں کھدوا کر مہر بنوا کر لے آئے۔ اور مَیں نے اس ہندو کو تیار کیا تا وہ گواہ ہو اور مولوی محمد شریف بھی گواہ ہو جائیں۔ چنانچہ مولوی صاحب کی معرفت سے یہ انگوٹھی مبلغ پانچ روپے میں تیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی۔ اور اب تک میرے پاس موجود ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اور اللہ کے فضل سے اب تک چلتی آرہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ علیہ السلام کے اللہ پر توکّل اور سچائی پر قائم رہنے کے غیر بھی معترف تھے۔ ملک صلاح الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک مجلس میں حضرت صاحبؑ کی مخالفت شروع کی تو مولوی فضل دین صاحب جو ایک غیر احمدی وکیل تھے اور مقدمہ اقدام قتل میں حضرت اقدسؑ کے وکیل تھے۔ انہوں نے نہایت جوش میں آکر کہا کہ میں مرزا صاحب کی عظیم شخصیت اور اخلاق کا قائل ہوں۔ مَیں نے بڑے بڑے نیک لوگوں کو دیکھا ہے کہ قانونی مشوروں پر انہوں نے اپنا بیان تبدیل کر لیا لیکن مرزا صاحب کو ایسا پایا کہ جنہوں نے سچ کے مقام سے قدم نہیں ہٹایا۔ میں نے مارٹن کلارک کے مقدمے میں ایک قانونی بیان تجویز کیا اور میں نے کہا کہ ملزم کا بیان حلفی نہیں ہوتا۔ مرزا صاحب نے بیان پڑھ کر کہا کہ اس میں تو جھوٹ ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو اجازت نہیں دی کہ ملزم جھوٹ بولے۔ میں نے کہا کہ آپ کیوں جان بوجھ کر اپنے آپ کو بلا میں ڈالتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: مَیں یہ قانونی بیان دے کر ناجائز فائدہ اٹھانے کے لیے اپنے خدا کو ناراض نہیں کر سکتا۔ یہ ممکن نہیں خواہ کچھ ہو جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ مَیں نے کبھی وہم بھی نہیں کیا کہ آپ کی وکالت سے فائدہ ہو گا۔ میرا بھروسہ تو خدا پر ہے جو میرے دل کو دیکھتا ہے اور میں اس پر توکّل کرتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا کہ میرا بیان آپ کے اس قانونی بیان سے زیادہ موثر ہو گا۔ خواہ سزا ہو جائے لیکن مَیں خوش ہوں گا کہ مَیں نے خدا کی نافرمانی نہیں کی اور عجیب بات ہے کہ آپؑ بری ہو گئے۔ فرمایا کہ وکالت تو ایک دنیاوی چیز ہے لیکن توکّل اللہ تعالیٰ پر کرنا چاہیے۔ یہ غیر بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آج کل کے لوگوں کے نزدیک تہذیب یہ ہے کہ دنیا کا کیڑا بن جائے اور خدا کو بھول جائے اور ظاہری اسباب کی پرستش میں لگ جائے مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک تہذیب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ حاصل ہو جائے اور دل کو سچی پاکیزگی حاصل ہو جائے۔

ایک مجلس میں کچھ بیماریوں کا ذکر تھا۔ حضورؑ نے فرمایا: میرا مذہب بیماریوں میں دعا کے ذریعے سے شفا کے متعلق جتنا میرے دل میں ہے، مَیں ظاہر نہیں کر سکتا۔ طبیب ایک حد تک ٹھہر جاتا ہے اور مایوس ہو جاتا ہے۔ اکثر لوگ خط لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر نے جواب دے دیا ہے۔ لیکن اس کے آگے خدا دعا کے ذریعے سے راہ کھول دیتا ہے کہ خداشناسی اسی کا نام ہے کہ جو حدیں لوگوں نے مقرر کی ہوئی ہیں اس سے آگے بڑھ کر امید پیدا ہو اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی شناخت شروع ہوتی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر تمام دنیا کے طبیب مایوس ہو جائیں اور موت کا فتویٰ لگائیں تب بھی کافی توجہ ہونے پر دعا قبول ہو کر شفا ہو جاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کی علالت کے حوالے سے شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متوکّلانہ شان بیان کرتے ہیں:

مولوی صاحبؓ کی بیماری میں حضرت صاحبؑ نے اپنی کمال محبت اور ایثار کا اور اللہ تعالیٰ پر کامل توکّل اور بھروسے کا نمونہ دکھایا جو ایک اہل بصیرت کے لیے کافی ثبوت ہے حضرت اقدسؑ کے مِن جانب اللہ ہونے کا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کا سچا تعلق ہونے کا اور اس بات کا کہ کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ آج امت میں دیکھنا چاہتا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ آج دنیا میں کوئی نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری وقت تک حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ دعا کرتے رہے لیکن جب وقت آ گیا تو پھر اللہ کی رضا پر راضی ہو گئے۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ توکّل یہی ہے کہ جو اسباب اللہ تعالیٰ نے مقرر کیے ہیں ان کو حتّی المقدور جمع کرو اور پھر خود دعا میں لگ جاؤ کہ خدا اس کا انجام بخیر کرے۔ صدہا آفات ہیں جو ان اسباب کو بھی تہ و بالا کر سکتی ہیں، ان کو مٹا کر ہمیں منزل مقصود پر پہنچا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت سید زین العابدین شاہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جونہی علاقے میں طاعون نمودار ہوتی آپؑ اپنے گھر کی صفائی کا حکم دیتے، بورڈنگ ہاؤس کی صفائی کرواتے اور تمام احباب کو حکم دیتے کہ اپنے گھروں میں فنائل کا استعمال کریں اور دھونی دیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ

اسباب سے کام لینا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکریہ ادا کرنا ہے اور ترکِ اسباب شریعتِ الٰہیہ کے خلاف ہے۔ توکّل کا مقام اس کے بعد ہے۔ سچی معرفت یہ ہے کہ اسباب کے پیچھے خدا تعالیٰ کے ہاتھ کو دیکھا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات سے دو تین سال قبل جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شدید کھانسی ہوئی۔ اس وقت میری عمر ۱۷/سال تھی اور آپؑ کو دوائی دینا میرے سپرد تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے نسخے بھی استعمال ہوتے تھے اور دوسرے بھی لیکن کھانسی بڑھتی جاتی تھی۔ یہ ۱۹۰۷ء کا واقعہ ہے۔ عبدالحکیم مرتد نے آپؑ کی کھانسی کی تکلیف کا پڑھ کر لکھا تھا کہ آپؑ نعوذ باللہ سِل کی بیماری میں مبتلا ہو کر فوت ہوں گے۔ اس لیے میں بہت احتیاط کرتا تھا کہ کہیں ان کو خوشی کا غلط موقع نہ مل جائے۔ بعض اوقات کھانسی کا اتنا لمبا دورہ پڑتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ سانس رک جائے گا۔ اسی حالت میں باہر سے ایک دوست آئے اور تحفے کے طور پر پھل لائے تو میں نے وہ آپؑ کے سامنے پیش کر دیا کہ یہ لائے ہیں۔ آپؑ نے دیکھا تو فرمایا کہ ان کو جزاک اللہ کہہ دو۔ اور ان میں سے کیلا اٹھایا۔ اور شاید مجھے سبق دینے کے لیے فرمایا کہ یہ کھانسی میں کیسا ہوتا ہے؟ مَیں نے کہا کہ یہ اچھا نہیں ہوتا تو آپؑ مسکرا پڑے اور چھیل کر کھانا شروع کر دیا۔ مَیں نے کہا کھانسی بہت سخت ہے اور یہ کھانسی میں اچھا نہیں ہے۔ آپؑ مسکرا کر اس کو چھیل کر کھاتے رہے اور مَیں نے نادانی میں اس پھر اصرار کیا۔ فرمایا کہ مجھے ابھی الہام ہوا ہے: کھانسی دور ہو گئی۔ حالانکہ نہ کوئی دوا استعمال کی مگر کھانسی دور ہو گئی۔ یہ صرف الٰہی تصرف سے ہوا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس حوالے سے مزید انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

خطبے کے دوسرے حصے میں حضورِ انور نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا:

پہلا ذکر ہے مکرم عطاء الرحمٰن صاحب مغربی بنگال انڈیا کا جو گذشتہ دنوں ۷۶/سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے شامل ہیں۔ ایک بیٹے مفیض الرحمان صاحب مربی سلسلہ بوسنیا ہیں۔ ایک بیٹے شاہ نور صاحب معلم ہیں انڈیا میں اور ایک داماد صابر علی صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ واقفینِ زندگی کا خاندان سمجھ لیں۔ آپ کے مربی سلسلہ بیٹے میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے۔ خاندان میں احمدیت حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آپ کے دادا کے ذریعے سے آئی۔ جو اپنے علاقے کے بااثر شخصیت تھے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد دین کی خاطر ایک نئی مسجد بنوائی جو مغربی بنگال کی پہلی مسجد بیت الاوّل کے نام سے ہے۔ بعد میں مخالفت کا سامنا رہا۔ کشتی کے ذریعے تیس چالیس کلومیٹر کا راستہ طے کر کے سودا سلف لاتے رہے۔ ایک سیاسی پارٹی میں شامل تھے۔ دنیاوی سرگرمیاں ترک کر کے قادیان چلے آئے۔ دار المسیح اور مسجد مبارک میں خدمت کرتے رہے۔ آپ ہر جماعتی کام کو توکّل، دعا اور پوری مستعدی سے انجام دیتے اور موسم کی مشکلات خاطر میں نہ لاتے۔ آپ کی کوشش سے جماعتیں قائم ہوئیں اور کئی نوجوانوں نے زندگیاں وقف کیں۔ جماعتی اموال کو کم سے کم خرچ کر کے پیسے بچاتے۔

علاوہ ازیں مکرمہ خدیجہ صدیقہ کونتو صاحبہ انڈونیشیا اور مکرم عبد الجلیل صاحب انڈونیشیا کا بھی ذکر خیر فرمایا اور مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا فرمائی۔

☆...☆...☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad